ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی، جون ۱۹۹۳ء

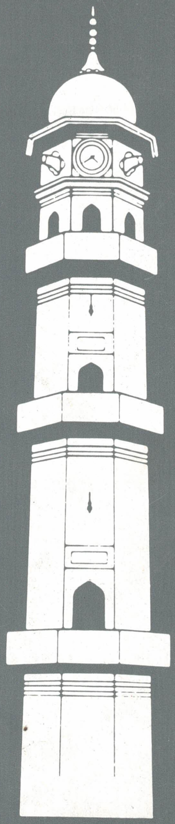

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر — سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

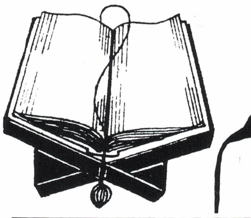

القرآن الحکیم

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۰۳ تا ۱۰۵)

اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو (اس نے) تم پر (کیا) ہے یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی جس کے نتیجہ میں تم اُس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اُس نے تمہیں اُس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ ، ہجرت ، احسان ۱۳۷۲ ہش ، مئی ، جون ۱۹۹۳ء

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۵

مجلس ادارت

صدر مجلس — عبداللہ واگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران — عبدالباسط طارق

ایڈیٹر — شمس الحق

نائبین — ڈاکٹر وسیم احمد طاہر، محمد مسیح الدین شاہد

خطاطی — سعید اللہ خان، نصر اللہ ناصر

پبلشر — فلاح الدین خان

مینیجر — محمد ارشد

نائب مینیجر — مظفر احمد چٹھہ

فہرست مضامین

۲ اداریہ

۳ ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۵ خلفائے سلسلہ کے زرّیں ارشادات

۷ خطبہ جمعہ

۱۵ اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

۲۳ مقالۂ خصوصی

۲۷ خصوصیات اسلام

۳۷ نظام خلافت کی اہمیت و برکات

خلافت نمبر

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ — ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا — ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان — ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان — ۴۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Hanauerland Str. 50, 6000 Frankfurt/M.1, Germany

قیمت ۲ مارک

اداریہ

اللہ ہمیشہ ہی خلافت رہے قائم

قارئین کرام! فطرتِ انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ جس چیز کو انسان ضروری اور قیمتی خیال کرتا ہے اس کی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ صدیوں پر پھیلی ہوئی اسلام کے عروج و زوال کی دردناک داستان تاریخ کی زبان سے ہمیں سبق دے رہی ہے کہ خلافت ایک عظیم نعمت ہے جس کے ساتھ اسلام کی تمکنت اور ترقی وابستہ ہے اور اس نعمت سے محرومی کے نتیجہ میں امتِ مسلمہ دن بدن تنزّل کا شکار ہوتی چلی گئی۔ اس زمانہ میں خدا کے وعدوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوّۃ کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے خلافت حقّہ اسلامیہ کے دوسرے بابرکت سلسلہ کا آغاز ہو چکا ہے۔

۲۷ مئی کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس دن جماعت مومنین نے متفقّہ طور پر حضرت الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مسیحِ وقت کا پہلا خلیفہ چُن کر آسمانی برکتوں کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا وہ بابرکت دائمی نظام قائم ہوا جو الٰہی تائید و نصرت کے تسلسل کا ضامن اور ہمیشہ ایک مقدّس وجود کے ہاتھ پر متفق اور متحدّ رہنے کا ایک وسیلہ ہے اور خدا تعالٰی کے فضل سے آج بھی اپنی تمام تر برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ چنانچہ اس وقت قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز خدا تعالٰی کے فضل سے ہم میں موجود ہیں۔ اور جن کے ذریعہ جماعت آج بھی خدا کے فضل سے پہلے کی طرح متحد اور متفق ہو کر الٰہی تائید و نصرت کی مورد بنی ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔ ہم افرادِ جماعت احمدیہ جو ہر لمحہ خلافت کی برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں کا اوّلین فرض ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر صدقِ دل سے لبّیک کہیں اور ہر تحریک میں دلی بشاشت سے حصّہ لیں اور نہ صرف خود بلکہ اپنی اولادوں کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ خلافت کی جانثار خادم بنے اور جو نعمت خدا تعالٰی نے صدیوں بعد ہمیں عطا فرمائی ہے اس کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کے موقعہ پر جماعت کے تمام افراد کو کھڑا کر کے ان سے ایک عہد لیا تھا کہ

"ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدّوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلۂ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔"

یہ عہد ہمیشہ ہمارے مدِّ نظر رہنا چاہیئے۔ اور اس ضمن میں ہم پر عائد ہونے والی ذمّہ داریوں کو کما حقّہٗ ادا کرنے کی جدّوجہد کرتے رہنا چاہیئے۔ خدا تعالٰی سے دعا ہے کہ ہمیں آخری سانس تک خلافت کا جانثار خادم بننے کی توفیق عطا فرمائے تا یہ برکت دائمی ہمارے ساتھ رہے۔ آمین۔

اللہ ہمیشہ ہی خلافت رہے قائم — احمد کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم
ہر دَور میں یہ نُورِ نبوّت رہے قائم — یہ فضل ترا تا بقیامت رہے قائم

جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دور میں ممتاز مُسلمان رہے گا

میں خدا کی ایک مجسّم قُدرت ہوں

اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قُدرت کا مظہر ہوں گے

خلافتِ احمدیہ کے متعلق بانیٔ سلسلہ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح پیشگوئی

نبوّت و خلافت دو عظیم قدرتوں کا ذکر

"نبوّت و خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا، ہمیشہ اس سنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے .... اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے

- اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔
- دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔"

قُدرتِ ثانیہ سے کیا مُراد ہے

واضح طور پر مثال دے کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قُدرت کا نمونہ دکھایا۔"

برکاتِ خلافت کو قدرتِ ثانیہ کا ظہور قرار دیا

پھر آیت استخلاف میں بیان فرمودہ خلافت کے کارناموں کا ذکر کرکے بتایا کہ دراصل یہی کارنامے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے جلوے ہیں جیسا کہ فرمایا۔

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا

یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے۔۔۔۔۔۔۔"

اپنی جماعت کو خوشخبری

قدرتِ ثانیہ کی وضاحت فرمانے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مثال دے کر سمجھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ :۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں (یعنی اپنی وفات کی خبر۔ ناقل) کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

قدرتِ ثانیہ سے مُراد انجمن نہیں ہو سکتی

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انجمن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین اور خلافت کی قائم مقام ہے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ :۔

"وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

شخصی خلافت کی غیر مبہم وضاحت

اس امر کے ثبوت میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا اور اسی کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا گیا ہے حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل واضح اور غیر مبہم الفاظ ہر قسم کے اشتباہ کو دور کر دیتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

برکاتِ خلافت

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایسے منتخب خلفاء کا زیادہ سے زیادہ کام یہی ہوگا کہ وہ لوگوں سے بیعت لے لیا کریں جبکہ حضور علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کی برکات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔"

رسالہ "الوصیۃ"

خلفائے احمدیت کے زرّیں ارشادات کی روشنی میں

خلافت

کا عظیم الشّان مقام و منصب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

- "آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکارؐ کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما، اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحبؑ کے بعد خلیفہ کیا..... پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اُس کے کام میں روک ڈالے ..... میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

- "تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں، اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے .... دیکھو میری دُعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دُعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرو....." (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، ۵)

- "اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو.... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

- "مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کو چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

- "خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُسے آپ کھڑا کرے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو مُرتدوں کی طرح تم کو سزا دیں گے۔" (تقریر لاہور، بدر ۱۹۱۲ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

- "خلیفہ تو مجدّد سے بڑا ہوتا ہے اور اُس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدّد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدّد تو اُس

وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔" (الفضل ۸ر اپریل ۱۹۴۷ء)

- "انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حصول میں مُمِد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر چڑھ نہیں سکتا تو سونٹے اور کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قُرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر لیتا ہے۔" (الفضل ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۷ء)

- "وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔" (الفضل ۲۰ر نومبر ۱۹۴۶ء)

- "اللہ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دُعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔" (منصب خلافت صد ۳۲)

سب برکتیں خلافت میں ہیں

- "اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتّع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دُنیا میں بھی اُونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مُبلّغ، **اسلام** کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اِس دُنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔" (الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

- "دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کا اور خلافت کا مقام سمجھنے کی توفیق دے۔ اگر خلیفۂ وقت انتہائی پیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ شوخیاں کرنے لگو۔ مجھ میں جتنی طاقت پیار کرنے کی ہے اتنی ہی طاقت اصلاحی سختی کرنے کی بھی ہے۔ اس لئے کہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور ہر احمدی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اور یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم کہاں تھے۔ اور وہ ہمیں اُٹھا کر کہاں سے کہاں لے گیا۔" (بدر یکم اپریل ۱۹۸۶ء)

- "جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اُس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اُس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دُعائیں کرے کہ دُعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دُعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں۔" (الفضل ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

- "خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ مِن حیث الجماعت بڑھے گا، احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوّت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر جون ۱۹۸۲ء)

- "ہمیں یہ بھی دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں۔ اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے۔ ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے۔ ہم دُعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم و دائم رکھے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر جون ۱۹۸۲ء)

خطبہ جمعہ

آج اسلام کو سب سے بڑا خطرہ نظام کے خلاف سر اٹھانے والوں سے ہے

خدا کے بندے وہی ہیں جو خدا کی جماعت کے نظام کی تائید کرتے ہیں

سچی اطاعت سے ہی مثبت صلاحیتیں نکھرتی ہیں ورنہ چھین لی جاتی ہیں، دُنیا بھر میں جماعت کے استحکام کے ساتھ ساتھ ذیلی تنظیمیں بھی پنپ رہی ہیں

نظام جماعت کی حفاظت کرو اور وہ لوگ جو نظام جماعت کے باغی ہیں اُن سے مُنہ موڑ لو

نظام جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے اور اُنہی ہاتھوں سے خلیفہ بنایا جاتا ہے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد فضل لندن بتاریخ ۹ اپریل ۱۹۹۳ء مطابق ۹ شہادت ۱۳۷۲ ہش

مرتبہ :۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید ، لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی ۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۶﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۷﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۸﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۹﴾

(سورۃ صٓ : آیت ۷۶ تا ۷۹)

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نظام جماعت اب دُنیا میں دور دور کی جماعتوں میں نہ صرف یہ کہ نافذ ہو رہا ہے بلکہ دن بدن مستحکم ہوتا چلا جا رہا ہے اور اب وہ کیفیت نہیں رہی جیسے پہلے تھی کہ تحریک جدید کے دفتر میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ دُنیا بھر کی جماعتوں کے نظام کو چلایا جاتا تھا بلکہ براہِ راست خلافت کے ساتھ نظام جماعت کا واسطہ دن بدن واضح اور مضبوط ہو رہا ہے اور اب جو اصلاتی سیارے کے ذریعہ جو رابطے بڑھے اور پھیلے ہیں ان کے نتیجہ میں انشاء اللہ میں امید رکھتا ہوں کہ صرف نظام ہی کی معرفت نہیں بلکہ ہر احمدی فردِ بشر سے خلافت کا ایک گہرا ذاتی رابطہ قائم اور مستحکم ہو جائے گا۔ جہاں تک نظام جماعت کے پھیلاؤ کا تعلق ہے یہ تدریجاً ہوا ہے اور اسے مستحکم کرنے میں بہت وقت اور محنت درکار ہے کیونکہ نظام جماعت کے ساتھ بہت سے ایسے خطرناک عوامل لگے ہوئے ہیں جو نظام کو مستحکم ہوتا دیکھ نہیں سکتے اور دن رات اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ یہ نظام کسی طرح اکھڑ جائے اور یہ پودا جنّت سے نکالا جائے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان پر ابھی کچھ ٹھہر کر میں روشنی ڈالوں گا۔

جماعت کیلئے ایک نئی خوشخبری

مگر میں یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ نظام جماعت جو پھیل رہا ہے اور مستحکم ہو رہا ہے اب اس کی ذیلی تنظیمیں بھی خدا کے فضل سے دُنیا کے مختلف ممالک میں جڑ پکڑ رہی ہیں اور اپنے عمومی جماعتی نظام کے تابع رہ کر اس کا ایک جزو بن کر اس کو تقویت دیتے ہوئے نشو نما پا رہی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے جس سے انسان کو گہرا اطمینان نصیب ہوتا ہے کہ ذیلی تنظیمیں پنپیں اور مضبوط بھی ہوں لیکن نظام جماعت کے عمومی ڈھانچے سے ٹکرا کر نہیں۔ اس میں فریکشن (FRICTION) یعنی رگڑ پیدا کر کے خطرات پیدا کرتے ہوئے نہیں بلکہ ان کا ایک مضبوط اٹوٹ انگ بنتے ہوئے اور ان کو مزید طاقت عطا کرتے ہوئے ذیلی تنظیمیں اگر پنپیں تو یہی الٰہی نظام کی روح ہے اور اسی کے مطابق دُنیا بھر میں کام ہونا چاہیئے۔ پس ذیلی تنظیموں کو مستحکم کرنے میں اور جماعت کا ایک فعال حصّہ بنانے میں بہت محنت کی ضرورت تھی، ہے اور ابھی رہے گی اور اس پہلو سے میں جماعت کو جو نصیحت کرنی چاہتا ہوں وہ اُن آیات سے متعلق ہے جن کی ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ عرب ممالک میں بھی اللہ کے فضل سے اب ذیلی تنظیمیں مستحکم ہو رہی ہیں۔ جماعت کے لئے یہ ایک

نئی خوشخبری ہے کیونکہ عرب ممالک میں تو پہلے جماعت کی کسی بھی قسم کی تنظیم عملاً عنقا تھی اور اکثر جگہ اصحاب کہف کا سا دور تھا لیکن اب خدا کے فضل کے ساتھ بہت سے عرب ممالک میں جماعتی تنظیم جڑ پکڑ رہی ہے اور آج ایک عرب ملک میں لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع ہے اور ان کی طرف سے مجھے خصوصیت سے یہ تاکید موصول ہوئی ہے کہ ہمیں بھی مخاطب کر کے چند لفظ کہیں اور اسی طرح آج گیمبیا میں بھی ایک سالانہ اجتماع ہو رہا ہے اور کل ان کے امیر صاحب کی طرف سے فون پر پیغام ملا تھا انہوں نے فرمایا ہے کہ کل کے جمعہ میں ہمیں بھی مخاطب کریں، اس سے جماعت میں نیا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور جب ہم اپنا نام سنتے ہیں تو بہت لطف آتا ہے۔ یہ دو ممالک خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر ہیں مگر یہ جو نصیحت ہے یہ عمومی ہے اس کا ساری دنیا کی جماعتوں سے تعلق ہے۔ ہر جگہ نظام جماعت سے گہرا تعلق ہے۔

نظام جماعت خدا کی نمائندگی میں خدا تعالیٰ کا نظام ہے

نظام جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ اَیدی جن سے خدا نے تخلیق کی ہے جن معنوں میں بھی وہ ہاتھ کہلاتے ہیں ان معنوں میں جو نظام جماعت ہے وہ ان ہاتھوں کی طاقت اور اس کی صناعی کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی ہاتھوں سے خلیفہ بنایا جاتا ہے اور اسی خلیفہ کو ہم نبی اللہ یا رسول اللہ کہتے ہیں جو براہ راست اللہ کے ہاتھوں سے بنتا ہے اور آگے پھر جو نظام جاری ہوتا ہے وہ خدا کے ہاتھوں کی نمائندگی میں جاری ہوتا ہے۔ یہ مضمون ہے جسے آپ اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ اس مضمون میں جہاں کوئی ابہام پیدا ہو گا وہاں ٹھوکر کے رستے نکل آئیں گے پس نظام جماعت کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ کوئی ایسی مصنوعی مکینیکل چیز نہیں ہے جس کے متعلق لوگ کہیں کہ نظام کیا چیز ہے۔ یہ تو یونہی ایک ڈھانچہ سا بنا ہوا ہے۔ ہمارا خدا سے تعلق ہے۔ ہم خدا کے ادنیٰ غلام ہیں۔ جب اللہ سے تعلق ہے تو یہ نظام وظام کیا چیز ہے؟ چھوڑیں ان باتوں کو، اس قسم کی بھی لوگ باتیں کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن کریم نے ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے آغاز ہی سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے بلکہ سب بنی نوع انسان کو اس قسم کی بودی باتوں کے خلاف متنبہ فرما دیا تھا۔

متکبر اور خود کو بلند سمجھنے والوں کا خدا سے کوئی تعلق نہیں

ان آیات میں دراصل یہ اعلان ہے کہ تمہارے لئے ہمیشہ تمہارے اسلام کو سب سے بڑا خطرہ تمہاری انانیت سے ہو گا اور نظام کے مقابل پر سر اٹھانے سے ہو گا۔ اگر تم اس خطرے کو سمجھ جاؤ اور اس ٹھوکر سے باز آؤ تو پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس کے بغیر تم عباد اللہ میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ پس دو قسم کے عباد ہیں۔ ایک عباد اللہ ہیں اور ایک شیطان کے بندے بن جاتے ہیں اور یہی دو گروہ ہیں جو مذہب کے تعلق میں ہمیشہ برسرِپیکار دکھائی دیتے ہیں۔ عباد اللہ بننے کے لئے یہ شرط بتائی گئی کہ تکبر سے باز آ جاؤ۔ اپنی انانیت سے توبہ کر لو۔ اس کے بغیر تم کہو گے تو یہی کہ اے خدا! تو نے ہمیں اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ ہم تیرے ہاتھوں کے نمائندہ ہیں مگر یہ ایک جھوٹی اور دھتکاری ہوئی بات ہو گی متکبر انسان کا اور اپنے آپ کو بلند سمجھنے والوں کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:-

قَالَ یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ ؕ

اے ابلیس! تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا یا یوں کہیں کہ مَنَعَکَ کس بات نے تجھے منع کر دیا کہ تو اس سے بغاوت کرے۔ اس کی اطاعت سے منہ پھیرلے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا۔ یہاں خلیفۃ اللہ کا ذکر چل رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے بنانے کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے نظام۔ کے دونوں پہلو یعنی روحانی اور دنیاوی تمام تر اس کی پشت پناہی کریں گے کیونکہ خدا نے اپنی ہر قسم کی طاقتوں کے مجموعہ سے خلیفۃ اللہ کی تخلیق کی ہے۔ دو ہاتھ سے مراد پہلے انسان کی وہ حالت ہے جب وہ ارتقائی مدارج سے رفتہ رفتہ گزرتا ہوا اس بلند مقام تک پہنچا ہے جہاں وہ اس کے قابل ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو۔ جہاں وہ اس شرف کے لائق قرار دیا گیا کہ خدا کی نمائندگی کرے۔ اس مقام تک جتنے بھی محرکات ہیں جس نے آدم کی اس بلند درجہ تک راہنمائی کی ہے اور ان بلند مدارج کو حاصل کرنے میں عوامل کا کام کیا ہے۔ وہ تمام خدا کے اس نظام سے تعلق رکھتے ہیں جس کو ہم کائنات کا نظام کہتے ہیں پھر آدم ایک ایسے دور میں داخل ہوتا ہے جہاں خدا کے روحانی نظام کا ہاتھ اس کے سر پر آتا ہے، اس کی پشت پناہی کرتا ہے اور اس کی تخلیق نو میں ایک نیا نظام کارفرما ہو جاتا ہے اسے خَلْقًا آخَر کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ پس دو قسم کی مخلوقات میں سے آدم یعنی اللہ کا خلیفہ گزرتا ہے۔ ایک وہ تخلیق جس میں سب دوسرے بھی شامل ہیں لیکن یہ اس تخلیق کا انتہائی مقام ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عزت کا مرتبہ ہے۔ وہ مرتبہ جس پر تخلیق کا نمائندہ اس لائق ٹھہرے کہ وہ خدا سے ہمکلام ہو یا خدا اس سے ہمکلام ہو اور خدا کی نمائندگی کر سکے۔ دوسرا پہلو ہے اس کی تربیت اور دینی امور میں اس کی راہنمائی اور اسے اس لائق ٹھہرانا کہ وہ خدا سے ہدایت پا کر لوگوں کا ہادی بن جائے۔ پس امر واقعہ یہ ہے کہ مہدویت کا تعلق آغاز ہی سے خلافۃ اللہ سے ہے۔ دنیا میں کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے مہدی نہ ہو اور مہدی وہ جسے خدا خود ہدایت دے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا ہاتھ ہے جو پھر خلافت کی تخلیق میں حصہ لیتا ہے اور جب تک یہ ہاتھ اس تخلیق میں شامل نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کو سجدہ کا حکم نہیں۔ جب خدا کا نمائندہ ان دونوں ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے، خدا کی ان دونوں طاقتوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ تب حکم ہے کہ ہر دوسری مخلوق کے لئے فرض ہے کہ چونکہ یہ اب خدا کی نمائندگی کر رہا ہے اس لئے اس کے سامنے ضرور جھکو کیونکہ اب اس کے سامنے جھکنا اس کے وجود کے سامنے جھکنا نہیں رہا بلکہ اللہ کے سامنے اور خالق کے سامنے جھکنا بن گیا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسے چند لفظوں میں سمجھایا گیا اور ابھی اس مضمون کے بہت سے پہلو ہیں جن پر میں تفصیل سے روشنی نہیں ڈال رہا کیونکہ میں پہلے بھی بارہا اس پر گفتگو کر چکا ہوں لیکن اس سے آپ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک لفظ میں کتنے مضامین سمیٹ کر رکھ دیئے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے ابلیس! تجھے کس بات نے منع کیا تھا کہ اس وجود کی اطاعت سے روگردانی کرو۔ خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ جسے میں نے خود اپنی قدرت کے دو ہاتھوں

سے بنایا ہے۔ عام نظامِ قدرت سے بھی اور غیر معمولی اور خاص روحانی نظامِ قدرت کے ساتھ بھی۔ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ۔ کیا تُو تکبّر کا شکار ہو گیا، تُو نے تکبّر سے کام لیا یا ویسے ہی بڑا بن بیٹھا ہے، اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگ گیا ہے۔ حقیقتاً سمجھ رہا ہے کہ تُو بہت بڑا ہے۔ ان دونوں باتوں میں ملتے جلتے مضامین ہیں لیکن باریک فرق ہے۔ ابلیس نے اس کے جواب میں یہ کہا: قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ واضح بات ہے میں اس سے بہتر ہوں۔ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ۔ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے پیدا کیا ہے یعنی جس چیز سے ہماری سرشت اٹھائی گئی ہے میرا سرشت کا مادہ اس کے سرشت کے مادہ سے افضل اور زیادہ طاقتور ہے۔ آگ مٹی پر غالب آجاتی ہے اُس کو جلا دیتی ہے اور مٹی میں نمُوّ کی جو طاقتیں ہیں آگ میں پڑ کر وہ تمام طاقتیں کھوئی جاتی ہیں تو یہ اس نے کہا کہ اے خدا! تُو اپنے پیدا کرنے کی بات کر رہا ہے تو میرا جواب سُن لے۔ تُو نے ہی مجھے بہتر مادے سے پیدا کیا ہے اور غالب آنے والے مادے سے پیدا کیا ہے اس لئے مجھے حق ہے کہ میں انکار کر دوں۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ۔ تُو اس حالت سے نکل جا، دُور ہو جا۔ فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ۔ تُو دھتکارا ہوا اور راندۂ درگاہ ہے۔

آگ میں دو قسم کی صفات

اس مضمون میں ایک اشکال یہ ہے کہ کہاں سے نکل جا۔ کیونکہ جہاں تک جنّت کا تعلق ہے شیطان کے جنّت میں ہونے کا تو سوال ہی کوئی نہیں ہے اور نہ اس جنت کی باتیں ہو رہی ہیں جو جنّت ہمیں مرنے کے بعد خدا کے فضل کے ساتھ نصیب ہوگی۔ پس وہ کونسی چیز ہے جس میں سے نکل جا کا حکم ہے۔ وہ اس حالت کا ذکر ہے جس حالت کے نتیجہ میں وہ تکبّر کر رہا تھا۔ آگ میں دو طرح کی صفات ہیں۔ ایک وہ صفات ہیں جو بنی نوعِ انسان بلکہ حقیقت میں تمام مخلوق کے لئے غیر معمولی فائدے رکھتی ہیں اور ان کے نتیجہ میں سارا نظام حرکت میں ہے اور ایک وہ صفات ہیں جو منفی پہلو رکھتی ہیں اور وہ جلاتی ہیں اور ان میں تباہ و برباد کرنے کی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ آگ کا استعمال ہے جیسے بھی کوئی کر لے۔ پس آگ کو اگر آپ صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کریں۔ ان قوانین کے تابع استعمال کریں جن قوانین کو خود خدا نے پیدا فرمایا ہے تو وہ آگ دُنیا میں عظیم الشان کام کرنے کی صلاحیّت انسان کو عطا کرتی ہے۔ حقیقت میں ہماری ساری انرجی (ENERGY) ساری فعالیّت کا دارومدار آگ پر ہے لیکن آگ ہی ہے جو ان سب چیزوں کو برباد بھی کر سکتی ہے۔ اب اٹامک انرجی ہے وہ آگ ہی سے تو سب کچھ حاصل ہو رہا ہے لیکن اس کے اندر خطرات بھی بہت مضمر ہیں۔ جہاں بھی اٹامک انرجی کا وہ پلانٹ نظام سے باغی ہو گا وہاں وہ ہلاکت کا موجب بن جائے گا۔ جہاں وہ آگ اطاعت کرے گی وہاں خیر اور خوبی اور فوائد کا موجب بن جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے بہت گہری حکمت کی بات یہاں بیان فرمائی اور تحکّم کے ساتھ کسی آمرانہ انداز میں اس کی بات کو رد نہیں فرمایا۔ فرمایا: آگ کی جو بات تُو کہتا ہے وہ درست ہے لیکن آگ کی اعلیٰ حالت سے ہم تجھے نکال دیتے ہیں کیونکہ وہ حالت اطاعت کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ تُو جب اطاعت کی حد سے باہر گیا تو آگ کی تمام مثبت صفات سے تجھے عاری کر دیا گیا ہے۔ اب تُو صرف ہلاک کرنے کی صلاحیتیں رکھتا ہے اب تُو صرف نقصان پہنچانے کی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ پس ہم تیرے اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں اور تجھے ان فوائد سے محروم کرتے ہیں جو آگ میں اطاعت سے وابستہ فرمائے گئے ہیں اور تُو خود اپنے منہ سے اقرار کرتا ہے کہ میں تیری اطاعت سے باہر جاتا ہوں کیونکہ جس کو تُو نے بنایا ہے میں اُس کو ادنیٰ سمجھتا ہوں، اس لئے ہم تجھے باہر نکالتے ہیں تب شیطان نے کہا کہ پھر مجھے رخصت دی جائے کہ میں بھی اپنا زور ماروں اور اللہ تعالیٰ نے اُسے قیامت تک کے لئے رخصت دے دی کہ زور مارتے رہو۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ بے شک زور مارو، اپنے لشکر چڑھا لو، اپنے گھوڑے اور اپنے اونٹ اور اپنے تمام سوار اور پیادہ جو طاقتیں تمہیں حاصل ہیں استعمال کرو اور میرے بندوں کے خلاف ان کو چڑھا لاؤ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے بندوں پر تجھے غلبہ نصیب نہیں ہوگا، وہ میرے ہی رہیں گے۔ ہاں وہ جو ان صفات سے مرعوب ہوتے ہیں جو منفی اور شیطانی صفات ہیں، جن کے اندر پہلے ہی اندرونی بیماریاں موجود ہیں وہ تیری طرف جائیں گے اور تیری باتوں سے متاثر ہوں گے مجھے ان سے کوئی غرض نہیں، وہ تیرے بندے بن جائیں گے۔ یہ وہ آیاتِ کریمہ ہیں جن میں ہمیشہ کی جدّوجہد کا فلسفہ بیان فرما دیا گیا ہے جو حق اور باطل کے درمیان جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

تکبّر اور اطاعت کرنیوالوں میں نمایاں فرق

وہ لوگ جو نظامِ جماعت کو اس آیت اور اسی قسم کی دوسری آیات کا مفہوم سمجھتے ہوئے خدا کے دو ہاتھوں کی تخلیق سمجھتے ہیں وہ نظامِ جماعت کے سامنے کبھی تکبّر سے کام نہیں لیتے اور ہمیشہ اطاعت یعنی سجدہ کرتے ہوئے ان راہوں پر چلتے ہیں جو راہیں خود اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کے لئے مقرر فرما رکھی ہیں اور وہ لوگ جو اپنی انانیّت کا شکار ہوتے ہیں ان کے اندر ایک شیطان ہے جو سر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ نظامِ جماعت کا یہ نمائندہ اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس جاہل کو تو تلاوت بھی صحیح نہیں آتی۔ اس کو تو فلاں کام ٹھیک نہیں آتا۔ اس میں فلاں کمزوری ہے اور ہم صاحبِ علم ہیں۔ ہمیں فلاں فلاں فضیلتیں حاصل ہیں۔ اس کی قوم یہ ہے ہماری قوم یہ ہے۔ ہمارے ساتھ جتّھہ ہے اس کے ساتھ جتّھہ کوئی نہیں۔ ہمیں اکثر لوگوں نے ووٹ دیا ہے اور آپ ان ووٹوں کو نظر انداز کر کے اس کو چُن رہے ہیں جس کو چند آدمیوں نے ووٹ دیا تھا، ہم افضل ہوئے کہ یہ افضل ہوا۔ اس لئے ہم اپنے سے ادنیٰ کی اطاعت نہیں کریں گے جب وہ یہ کہتے ہیں تو اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں اور ان کی تمام وہ صفات جن پر بناء کرتے ہوئے وہ تکبّر کا اظہار کرتے ہیں ان کی مثبت صلاحیتیں اُن سے چھین لی جاتی ہیں۔ اب ان کا وجود محض نقصان رساں وجود ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے لوگ نظام میں اپنا جتنا وقت خرچ کرتے ہیں ہمیشہ منفی سوچیں رکھتے ہوئے، نظام کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنی کچلی ہوئی انانیّت کا بدلہ لینے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ پس وہ سانپ جس نے کہا جاتا ہے کہ آدم اور حوّا کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو ڈسا تھا یعنی روحانی طور پر ڈسا تھا اور بائیبل کے بیان کے مطابق چاپلوسی کی باتیں کر کے ان کو گمراہ کیا

وہ سانپ دراصل انانیّت کا ہی سانپ ہے اور ہر انسان میں موجود ہے جب اس کو موقعہ ملے گا یہ سر اٹھائے گا اور ڈسے گا اور اس کو موقعہ دینا یا نہ دینا ہر بندے کے اختیار میں ہے۔ پہلے وہ انسان مسلمان ہو جس کے اندر یہ سانپ موجود ہے پھر اس کے سانپ کو یہ توفیق ہی نہیں مل سکتی کہ وہ اُسے ڈسے۔ پہلے وہ آدم کو سجدہ کرے تو اُس کے اندر کا سانپ مجبور ہوگا کہ اس کے تابع رہے ورنہ یہ سانپ ضرور سر اٹھائے گا اور بغاوت کرے گا اور خود اپنے مالک کو ہلاک کر دے گا۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اسی مضمون کو واضح فرماتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ شیطان، شیطان تو ہر انسان کی رگ و پے میں دوڑ رہا ہے۔ تم باہر کے شیطان کی باتیں کرتے ہو اندر کے شیطان کی فکر کرو جو ہر شخص میں موجود ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جس کے متعلق قرآن کریم کی اس دُعا نے ہمیں متنبہ فرمایا: مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا کہ اے خدا! ہم پناہ مانگتے ہیں مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا اپنے نفس کے اندرونی شر سے۔ پس ہر شخص میں ایک شر ودیعت کیا گیا ہے یہ فطرت کا حصّہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے جب یہ فرمایا تو ایک صحابی نے یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے اندر بھی؟ آپ کے اندر بھی یہ شیطان موجود ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں لیکن وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ کلیۃً سر تا پا اسلام قبول کر چکا ہے۔ پس یہ فلسفہ ہے جسے سمجھنے کے نتیجہ میں آپ کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کا سلیقہ آ جائے گا۔ یہ شیطان ہی ہے جو فعالیت کی قوت عطا کرتا ہے یعنی جس کو آپ شیطان کہہ رہے ہیں یہ دراصل توانائی ہے ایک ولولہ ہے، ایک جوش ہے، ایک طاقت ہے جن لوگوں میں زیادہ ہو وہ زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ سجدہ کر دیں اور خدا کی اطاعت کے تابع ہو جائیں۔ تب ایسے لوگ بڑے عظیم الشان کام کرتے ہیں اور خدمتِ دین میں ہمیشہ صفِ اوّل میں ہوتے ہیں اور ان کو عام انسانوں سے غیر معمولی طور پر بڑھ کر خدمت کی توفیق ملتی ہے۔ جو خود اس انانیّت کا شکار ہو جائیں وہ اپنی انا سے ڈسے جاتے ہیں اور پھر وہ چونکہ اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں اس لئے پھر ان کی یہ تمام تر صلاحیتیں ہمیشہ منفی اثرات پیدا کرنے پر خرچ ہوتی ہیں اور اُن سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ پس صلاحیتیں وہی ہیں جو خدا کی رضا کے تابع ہو جائیں۔ صلاحیتیں وہی ہیں جو اسلام قبول کر لیں ان کے سوا جتنی صلاحیتیں ہیں وہ سب منفی صورتیں ہیں۔ پس قرآن کریم نے آگ کی مثال دے کر یعنی شیطان کے منہ سے یہ بات بیان کر کے بہت ہی گہرا اور ہمیشہ رہنے والا ایک فلسفہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے۔ طاقت کے بغیر دُنیا میں کوئی کام نہیں چل سکتا لیکن ہر طاقت میں دو پہلو ہیں۔ ایک شر کا پہلو ہے اور ایک خیر کا پہلو ہے۔ تم اپنی طاقتوں کو اگر خدا کی نمائندگی میں سجدہ ریز کر دو اور تمہاری طاقتیں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کے پیدا کردہ نظام کے تابع ہو جائیں تو اُن سے عظیم الشان کام سرانجام ہوں گے لیکن اگر تم اطاعت کی حد سے باہر نکل گئے تو فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا میں یہ پیغام ہے کہ جا پھر تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے تجھے عاری کر کے محض خالی آگ سے کھیلنے والا ایک وجود بنا دیا گیا ہے، اب اس کو جس طرح چاہے استعمال کر اس سے کبھی خیر پیدا نہیں ہوگی۔ پس نظام جماعت کے اس پہلو کو سمجھیں اور اپنی اطاعت کی حفاظت کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون ہے جسے نظام جماعت کی نمائندگی کا حق عطا کیا گیا ہے۔ یہ غور کریں کہ کس نے عطا کیا ہے۔ کس کی نمائندگی کر رہا ہے۔ مٹی میں ہمیں یہ پیغام دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نمائندگی میں ہمیشہ عاجز بندوں کو چُنا کرتا ہے اور شیطان کی اِباء کے مقابل پر، آگ کی سرکشی کے مقابل پر دیکھیں کتنا خوبصورت مضمون سجا کر پیش فرمایا گیا ہے۔ جس بات پر شیطان نے اعتراض کیا اسی بات میں اس کا جواب تھا کہ اے جاہل! میں تو مٹی کو پسند کرتا ہوں جو راہوں پر بچھ جاتی ہے۔ میں تو اُن انسانوں کو پسند کرتا ہوں جن میں مٹنے کی اور عاجزی کی صلاحیتیں موجود ہیں جب وہ میری راہ میں بچھتی ہیں تو اُن سے پھر نشو نما ہوتی ہے، اُن سے اعلیٰ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب اس پہلو سے آپ دیکھیں کہ تمام کائنات میں جہاں بھی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں وہاں مٹی کی خصلت سے زندگی پیدا ہوتی ہے آگ سے زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ آگ سے جنّاتی زندگی تو پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے یعنی وہ زندگی جو باغیانہ حرکتیں کرتی ہو، جس میں تکبّر پایا جاتا ہو۔ چنانچہ مادی دُنیا میں بھی بعض وجود جو خطرناک اور مہلک بکٹیریا پر مشتمل ہیں وہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور باقی صلاحیت رکھنے والی تمام زندگی گیلی مٹی سے پیدا ہوئی ہے۔

ساری ترقیات کا راز عجز اور مٹی بننے میں ہے

تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون پر بھی روشنی ڈال دی کہ دیکھو ساری نشو نما تو مٹی سے ہو رہی ہے اور انسان اس سے پیدا ہو کر کتنی بلندیوں تک جا پہنچتا ہے لیکن عجز کے آخری زینے سے جس سے نیچے عجز کا مقام نہیں وہاں سے زندگی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے بلندیوں کا سفر شروع ہوتا ہے۔ پہلا زینہ عجز اور انکساری میں رکھا گیا ہے جس کا قدم پہلے زینہ پر نہیں پڑتا وہ کسی بلندی تک نہیں پہنچے گا تو اب "عَلَا" والا مضمون بھی سمجھ آ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تُو نے پہلے زینہ پر تو قدم نہیں رکھا جو اطاعت اور انکساری کا زینہ ہے تو اونچا کیسے اُڑ گیا؟ کیسے تجھے وہ بلندیاں نصیب ہو گئیں جن کے نتیجہ میں تو میرے آدم پر اکڑ اکڑ کر تکبّر سے باتیں کرتا ہے اسے ہم نے عجز کے مقام سے اٹھایا ہے اور وہاں سے رفعتیں بخشی ہیں اور وہ جو خدا کی راہ میں سب سے زیادہ مٹی ہوا اُسے سب سے زیادہ سربلندی عطا کی گئی۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا مقام سمجھنا ہو تو اس آیت کے اس پہلو پر غور کریں کہ شیطان نے یہ تسلیم کیا کہ تُو نے آدم کو یعنی خلیفہ کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور خلافت کا معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم تھے۔ پس مٹی کی تمام صلاحیتیں اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے وجود میں جلوہ گر ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ عجز آپ میں تھا اس لئے سب سے زیادہ رفعتیں آپؐ کو عطا ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا تَوَاضَعَ الۡعَبۡدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعِ بِالسِّلۡسِلَةِ

کہ جب خدا کا ایک بندہ تواضع کرتا ہے اُس کے سامنے جھک جاتا اور گر جاتا ہے تو اُس جھکے ہوئے انسان کی رفعت وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اللہ اُسے اٹھاتا ہے۔ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعِ۔ ساتویں آسمان تک اٹھا کر لے جاتا ہے۔ بِالسِّلۡسِلَةِ۔ ظاہر بیّن اس کا۔ ترجمہ "زنجیروں سے"

کرتے ہیں یعنی زنجیروں میں جکڑا اور اٹھا کر آسمان پر چڑھا دیا۔ وہ جو رفع کا اس قسم کا بدنی آسمان پر چڑھنے کا کرتے ہیں ان کا ذہن اس طرف جاتا ہے اور قرآن کریم کے نہایت ہی لطیف اور اعلیٰ مطالب کو وہ کھو دیتے ہیں۔ بِالسِّلْسِلَةِ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح زنجیر کی کڑیاں ہوتی ہیں اسی طرح عاجزی اور تواضع اور آسمان کی رفعتوں کے درمیان بے شمار کڑیاں ہیں۔ ایک زنجیر ہے جو بے شمار کڑیوں سے بنی ہوئی ہے۔ پس جتنا جتنا کوئی تواضع کرے گا اُتنا اُتنا اُس کو رفعتیں نصیب ہوں گی۔ ہر تواضع کرنے والے کو ساتویں آسمان تک نہیں پہنچایا جائے گا بلکہ کسی کو زنجیر کی پہلی کڑی تک اٹھایا جائے گا، کسی کو دوسری کڑی تک غرضیکہ رفتہ رفتہ وہ انسان جو خدا کے نزدیک تواضع میں انتہا کر لیتا ہے اس کی رفعت ساتویں آسمان تک ہو گی۔ یہاں عبد سے مُراد بنی نوع انسان میں عجز کرنے والے تمام بندے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا مقام ان تمام عباد سے الگ اور ممتاز تھا۔ اس لئے یہاں آپ کا آخری مقام بیان نہیں فرمایا یعنی مٹی کی انتہائی صلاحیتیں جہاں تک پہنچا سکتی تھیں اُس کے بالکل آخری کنارے پر آپؐ فائز تھے۔ چنانچہ آپؐ کا معراج ساتویں آسمان سے بلند تر ہوا جس سے پیچھے ساری مخلوق رہ گئی ہے۔ انسانی مخلوق بھی اور غیر انسانی مخلوق بھی، فرشتے، جنّ، ہر قسم کی جتنی مخلوقات ہیں اُن سب کو اُس مرتبہ تک پہنچنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی، اس بلندی تک پہنچنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ جس بلندی تک حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی رفعتیں ہوئی ہیں۔ پس بتایا کہ مٹی کی صفات جو عجز کی صفات ہیں اور نشو ونما کی صفات ہیں، دو قسم کی صفات ہیں ان دونوں صفات میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم تمام بنی نوع انسان پر سبقت لے گئے ہیں اور جہاں بنی نوع انسان کی رفعتیں ساتویں آسمان پر ٹھہر جاتی ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی رفعتیں اس سے بھی بلند تر ہو جاتی ہیں۔ اگلے مقامات تک جا پہنچتی ہیں۔

پس ساری ترقیات کا راز عجز اور مٹی بننے میں ہے۔ پس وہ لوگ جو نظام جماعت کے سامنے سر اٹھاتے ہیں اور اپنے عُلوّ کی باتیں کرتے ہیں ان کو تو خدا کا یہی جواب ہے کہ فَاخْرُجْ مِنْهَا۔ ان بلندیوں سے نکل جاؤ۔ اُن رفعتوں سے تمہیں عاری کر دیا گیا ہے جو میری طاقتوں کے مثبت پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں ہاں جہاں تک ان طاقتوں کے منفی پہلو کا تعلق ہے وہ تم استعمال کرو۔ قیامت تک کرتے چلے جاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہو گا۔ پس خدا کی نمائندگی میں جو عجز کے ساتھ خدا کی نمائندگی کا اور اُس کے نظام جماعت کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں وہ خدا کے فضل سے مقام محفوظ پر فائز ہیں۔ یہ شریر لوگ ان کو تنگ کرنے کی کوشش کریں گے، ان کے خلاف بغاوت کریں گے، ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں گے، اُن کی کمزوریاں لوگوں کے سامنے پیش کریں گے۔ جتھے بنائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک ان پر ان شیطانوں کو غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو ان باتوں میں آکر اُن کی تائید میں باتیں کرنے لگیں گے اور ان کو حمایت دیں گے ان کا نقصان ہے۔ اس قسم کے لوگ اپنی علامتوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ پس نظام جماعت کی بات ہو رہی ہے۔ میں تمام دُنیا کی جماعتوں کو تفصیل سے سمجھا رہا ہوں کہ نظامِ جماعت کی روح اور اُس کے فلسفے کو سمجھیں جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور پھر خوب متنبہ رہیں کہ آپ کی حرکتیں آپ کو کس گروہ میں لے جاتی ہیں۔

ہر انسان میں سانپ چھپا ہوا ہے اُس کو کچلنے کی ضرورت ہے

میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ عام حالات میں نہایت ہی تابع فرمان، اپنے خطوں میں بھی اور ویسے اظہارات میں بھی اور جماعت سے تعاون میں بھی بہت عمدہ خصلتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ بڑا عمدہ رویّہ اختیار کرتے ہیں لیکن ابھی وہ آزمائے نہیں جاتے۔ شیطان کا اس وقت تک دنیا کو اور فرشتوں کو پتہ ہی نہیں چلا جب تک وہ آزمائش میں نہیں ڈالا گیا۔ جب تک وہ آزمائش میں مبتلا نہیں ہوا وہ ایسا ہی ایک وجود تھا جیسے عام طاقتوں والا ایک وجود ہوا کرتا ہے اور ان مخلوقات میں شامل پھرتا تھا جو خدا تعالیٰ نے اس آزمائش کے واقعہ سے پہلے آزاد چھوڑی ہوئی تھیں۔ جب آزمائش میں ڈالا گیا تو اس کی انانیت کھلی گئی ہے۔ جس طرح سانپ کی دُم کو رگڑا جائے تو پھر وہ بھٹکتا ہے اور بعض سانپ ایسے ہیں جو ویسے نہیں کاٹتے اور جب تک ان کو کچلا نہ جائے اس وقت تک وہ غصّے سے اپنا پھن نہیں اٹھاتے پس ہر انسان کے اندر وہ شیطان موجود ہے جس کا ذکر اَصدق الصادقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کو بس کچلنے کی دیر ہے۔ پس ایسے لوگ جب کوئی عہدہ پاتے ہیں اور کسی وجہ سے ان کو عہدہ سے معزول کیا جاتا ہے یا ان کا انتخاب ہوتا ہے اور نامنظور کر دیا جاتا ہے پھر دیکھیں کہ کس طرح ان کے پھن کھلتے ہیں، کس طرح ان کے سر بلند ہوتے ہیں اور اس ظاہری طور پر سجدہ ریز وجود کے اندر سے ایک شیطان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور بعض لوگ پھر ساری زندگی کا مشغلہ یہ بنا لیتے ہیں کہ ہم نے اس بات کا انتقام لینا ہے اور اُن کے سارے طور طریق قرآن کریم نے شیطان کی اس کہانی میں بیان فرما دیئے جو مختلف جگہ مختلف پہلوؤں سے بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کا ایک غول ہوتا ہے اس کا ایک لشکر ہوتا ہے اس کے کچھ ساتھی بننے شروع ہوتے ہیں اور وہ ان کی سرداری کرتا ہے پس ایسے لوگوں کا ردِّ عمل اس وقت پہچانا جاتا ہے جب یہ اپنی حرکتوں سے اپنے آپ کو شیطان کے مشابہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو عہدوں سے معزول کیا جائے تو وہ وقت ہے اس کی پہچان کا کہ وہ آدم کی سرشت سے ہے، مٹی کی سرشت ہے یا ابلیس کی سرشت سے پیدا کیا گیا ہے۔ پیدا تو دونوں کو ایک ہی سرشت سے کیا گیا تھا۔ دونوں صفات موجود ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کیا اس نے جب اس کو اختیار دیا گیا تو اپنے لئے آدم بننا پسند کر لیا یا شیطان کی سرشت اختیار کرنے کو اپنا لیا۔ ایسے موقعوں پر بعض لوگوں کے چہروں سے پردے اٹھتے ہیں اور انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنا بڑا علم، اتنی بڑی ان کی تربیت اور اتنے لمبے دور تک خدمتوں کی توفیق پانے والے ایک ٹھوکر میں آکر ہمیشہ کے لئے ذلیل اور رسوا ہو جاتے ہیں یعنی خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ اسی کا نام رَجیم ہونا ہے اور پھر ان کی زندگی شرارت پر وقف ہو جاتی ہے۔ ان کے طور طریق یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو وہ آدم میں نقائص ڈھونڈتے ہیں (یہاں آدم سے مراد یا خلیفۃ اللہ سے مراد خدا کی جماعت کا نمائندہ ہے) اور لوگوں میں بیٹھ کر اس پر تبصرے کرتے ہیں کہ یہ امیر جس کی تو یہ عادت ہے، یہ حرکت ہے۔ اپنوں یا رشتہ داروں کے لئے یہ کرتا ہے اور دوسروں کے لئے یہ

کرتا ہے۔ فلاں معاملہ میں اس کا یہ طور طریق ہے اور اسی معاملہ میں ایک دوسرے سے اس کا یہ طور طریق ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ پہچان کرنی کہ یہ لوگ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں، مشکل نہیں ہے کیونکہ جس وقت تک یہ اپنے آپ کو مٹی کی سرشت سے ظاہر کرتے چلے آئے تھے اس وقت تک یہ سب نقائص دیکھتے تھے اور انہوں نے قبول کئے ہوئے تھے۔ اگر یہ سچے ہیں تو اس وقت تک ان سب نقائص پر ان کی نظر تھی مگر یہ نقائص ان کی اطاعت کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ جب سزا ملی، جب اَنا کچلی گئی تب اچانک وہ آدم کس طرح سب سے زیادہ گندا ہو گیا پہلے۔ جس کے وہ ساتھی ہوا کرتے تھے، پہلے بعض دفعہ وہ جس کی مجلس عاملہ میں ممبر ہوا کرتے تھے، بعض دفعہ اس کے دوستوں میں شمار ہوتے تھے کیا وجہ ہوئی کہ اچانک وہ شخص جس کی ساری برائیاں ہمیشہ سے ان کی نظر میں تھیں اس وقت وہ برائیاں ان کو تکلیف نہیں دیتی تھیں، اس وقت انہوں نے ان برائیوں کی طرف نہ ان کو متوجہ کیا نہ نظام جماعت کو متوجہ کیا لیکن جب اُسے آدم مقرر کر دیا گیا اور ان کو ہٹا دیا گیا تو اچانک اس کی برائیاں سامنے آگئیں۔ یہی شیطانیت کا فلسفہ ہے جو صرف عام عہدوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ نبوت اور خلافۃ اللہ سے اس کا اولین تعلق ہے اور گہرا تعلق ہے۔

انبیاء کی صداقت کی ایک ٹھوس دلیل

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۂ یونس: آیت ۱۷)

محمد رسول اللہ ﷺ! تو کہہ کہ جب خدا نے تجھے مقرر فرما دیا، جب تُو نے دعویٰ کیا تو تجھ میں ہزار قسم کے نقائص بیان کرنے لگے۔ ہر خوبی سے تجھے عاری قرار دیا۔ ہر برائی تجھ میں داخل کر کے لوگوں کو دکھانے لگے۔ ان سے کہہ کہ میں نے ایک عمر تمہارے اندر گزاری ہے کیونکر عقل نہیں کرتے کہ اس چالیس سالہ عمر میں تمہیں کبھی میرے اندر کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی تھی آج اچانک اس وجہ سے کہ خدا نے مجھے ایک منصب عطا فرمایا ہے میں سب سے گندا کیسے ہو گیا۔ بہت ہی عمدہ اور بہت ہی ٹھوس دلیل ہے اور احمدیوں کے لئے اس میں ایک اور نصیحت بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دشمن جتنے بھی حملے کرتا ہے وہ ہمیشہ اس راہ سے حملے کرتا ہے اور احمدی اپنی معصومیت میں اس میدان میں ان سے جھگڑے کرتے ہیں احمدیوں کو چاہیئے کہ ان سے کہیں کہ قرآن کریم ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس مضمون کو چھیڑیں۔ جب تک تم پہلے یہ ثابت نہ کرو کہ اس دعویدار کی پہلی زندگی میں تم کیڑے ڈالا کرتے تھے اور یہ نقائص تمہیں دکھائی دیا کرتے تھے۔ وہ زندگی جس میں بناوٹ کوئی نہیں تھی۔ جس میں ابھی پتہ نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے، اس زندگی میں جبکہ اس دعویدار نے خدا کی نمائندگی کا لبادہ نہیں اوڑھا ہوا اس لئے دُنیا کی نظر سے بچنے کی اُسے ضرورت کوئی نہیں ہے، وہ کھلا کھلا تمہارے سامنے تھا اس کھلی ہوئی کتاب میں تمہیں کوئی نقص دکھائی نہیں دیا۔ اب جبکہ وہ دعوے کر چکا ہے وہ دنیا کا سب سے گندا انسان بن گیا یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ فطرتِ انسانی کے خلاف ہے، ابدی سچائیوں کے خلاف ہے۔ پس پہلے تم یا تو اس مضمون پر معاملہ طے کر لو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی میں تمہارے علماء نے اور ان لوگوں نے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت قریب سے دیکھا ہوا ہے ان کے اندر خوبی کے سوا کبھی کوئی بُرائی دیکھی۔ دیکھی ہو تو بتاؤ کہ کب بیان کی، کس کے سامنے بیان کی اور ان برائیوں کے باوجود اتنا عظیم الشان خراجِ عقیدت ان کو کیوں پیش کرتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے وصال سے لے کر اب تک یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے گذشتہ ۱۳ سو سال میں مرزا غلام احمدؑ سے بڑھ کر کسی نے اسلام کی خدمت کی ہو تو لا کر دکھائے اور اسے کوئی ایشیائی مبالغہ نہ سمجھے ہم ساری تاریخِ اسلام پر نظر ڈال کر یہ بیان کر رہے ہیں کہ اسلام کی خدمت کرنے والا اور اسلام کا دفاع کرنے والا اس جیسا ۱۳ سو سالہ اسلامی تاریخ میں کوئی اور پیدا نہیں ہوا لیکن جب خدا اس وجود کو اس مٹی کو ایک منصب پر فائز کر دیتا ہے اور اس مٹی میں روح پھونک کر اس کو خلیفۃ اللہ بنا دیتا ہے تو یہ اقرار، یہ اعتراف کرنے والے، یہ عظیم خراجِ تحسین پیش کرنے والے اچانک اس میں ساری خرابیاں دیکھنے لگتے ہیں۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے دفاع میں جو دلیل اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے یہ ایک دائمی ہمیشہ زندہ رہنے والی دلیل ہے۔ جب بھی کسی احمدی کے سامنے کوئی دوسرا غلطی خوردہ مولویوں کے بہکانے سے ایسی باتیں کرے تو وہ اُسے اس آیت کی طرف متوجہ کرے اور کہے کہ یہ مضمون تب زیرِ بحث آئے گا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی زندگی میں تم نقص دکھاؤ گے اس وقت تک یہ مضمون خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق زیرِ بحث آ ہی نہیں سکتا۔ ہاں جو دعاوی ہیں، جو اعتقادی اختلافات ہیں اُن پر بحث کرو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا، قرآن، اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کا جو تصوّر پیش فرمایا ہے وہ قرآن اور سنّت سے ہٹ کر ہے تو ہم جھوٹے اور تم سچے۔ پہلے ان بنیادی باتوں پر فیصلہ کر لو پھر یہ بحث آئے گی۔

تقویٰ کا تقاضا ہے کہ آزمائش کے مقام پر ثابت قدم رہیں

پس وہی خلیفۃ اللہ کی باتیں ہی ہیں جو نظام میں بھی جاری و ساری ہوتی ہیں اور ہر ابتلاء کے وقت وہی ابتلاء پھر در پیش ہوتے ہیں اگرچہ ان کی سطح نیچے کی سطح ہوتی ہے۔ پس جب کسی شخص کا نفس کچلا جائے اور وہ نظامِ جماعت کے نمائندوں پر اعتراض کرتا ہے تو اُن کا فرض ہے کہ اس کو منہ توڑ جواب دیں۔ اس کو کہیں کہ تم اس سے پہلے کہاں تھے۔ تم باتیں وہ بیان کر رہے ہو جو سال، دو سال، چار سال، یا پانچ سال، دس سال پہلے کی باتیں ہیں تم ساتھ شامل رہے ہو تم نے پہلے کیوں ہمیں نہ بتایا، تم نے پہلے کیوں نظام جماعت کو متوجہ نہیں کیا، تم اس شخص کے ساتھ پہلے کیوں تعاون کیا کرتے تھے۔ پس یہ تمہاری انانیّت ہے اور ہم خدا کے بندے ہیں اس لئے تم ہم پر غالب نہیں آسکتے، یہ باتیں ہم سے نہ کرو۔ یہ رویّہ اختیار کرنے کی بجائے جو لوگ ان کا ساتھ پن اختیار کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے کہ پھر وہ اُن جیسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر تم اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرو گے اور ان کے ساتھ خَلا ملا رکھو گے تو رفتہ رفتہ تم حزبِ شیطان بنتے چلے جاؤ گے اور پھر یہ گروہ بنتے ہیں اور انانیّت کا ایک دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پہلے اپنے نفس کی مخفی

طاقتوں پر ناز کرنے کے نتیجہ میں یا اپنے نفس کی ان فضیلتوں پر نگاہ رکھنے کے نتیجہ میں جو اللہ ہی کی طرف سے ان کو عطا ہوئی تھی وہ خدا کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتے ہیں پھر اس کے نتیجہ میں گروہ بندی کرتے ہیں اور ان کا گروہ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ اُن کے سردار بننے لگتے ہیں اور یہ سارے مل کر اپنی اس گروہی طاقت کے برتے پر پھر خدا کے نمائندوں پر دوبارہ اور زیادہ طاقت سے حملے کرتے ہیں اس طرح نظام جماعت میں تفریق کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی کئی جماعتیں ہیں جن پر میری نظر ہے بہت سی جگہ میں نے بہت کوشش کی، محنت کی اور سمجھایا اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہ لوگ سمجھ گئے اور جماعت کی بھاری تعداد چونکہ ان لوگوں سے منہ پھیر گئی اور نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہی، اس کی مؤیّد رہی اس لئے ان کی شیطانی طاقتیں اگر مر نہیں گئیں تو مٹ گئی ہیں۔ ذلیل اور رسوا ہو چکی ہیں اور رجیم بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئی ہیں۔ جب تک یہ رجیم طاقتیں کسی جماعت میں رہیں گی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے غلبہ نصیب رہے گا۔ جب یہ رجیم طاقتیں بہت سے بندوں پر اثر انداز ہو جائیں اور جماعت کے ایک حصّہ کو لپیٹ لیں تو وہاں خدا کے بندے تھوڑے رہ جاتے ہیں اور شیطان کے بندے بڑھ جاتے ہیں۔ پس ان عادتوں کو اور ان لوگوں کو خوب اچھی طرح پہچانیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آزمائش کے مقام پر ثابت قدم رہیں اور جب آزمائش کے مقام آئیں اور آپ کی عزّت اور اَنا کچلی ہوئی دکھائی دے، جب کسی جماعتی فیصلہ کے نتیجہ میں آپ زخمی ہو جائیں اور آپ منہ چھپاتے پھریں کہ دُنیا ہمیں کیا سمجھے گی ہم تو اتنے بڑے بن کر جماعت میں اُبھر رہے تھے اور آج ہمیں رسوا کر دیا گیا ہے۔ آج ہم سے چندے لینے بند کر دیئے گئے ہیں۔ آج ہمارے خلاف یہ اقدام کر دیا گیا ہے تو ہم کیا منہ دکھائیں گے۔ پس وہ منہ دکھانے کے بدلے پھر اپنا گروہ تیار کرتے ہیں۔ جماعت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اپنے حق میں باتیں کرتے ہیں۔ اور آغاز میں خلیفۂ وقت پر حملہ نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اس بیچارے کو کیا پتہ، وہ دور بیٹھا ہوا ہے۔ یہ شیطان ہیں جنہوں نے جھوٹی باتیں پہنچائیں اور ان کی باتوں میں آکر یہ فیصلے ہو گئے اور اسی طرح رفتہ رفتہ مقامی سطح پر دو گروہ بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو گروہ نظام جماعت کی تائید میں ہیں ضروری نہیں کہ ان میں جماعت کے سارے شامل افراد پوری طرح محفوظ مقام پر ہوں۔ ان میں سے بھی بعض تائید کرتے ہیں مگر جتھہ بندی کی خاطر اور اسلام کے نتیجہ میں نہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ بھی بعض دفعہ دوسری صورت میں آزمائے جاتے ہیں۔ جہاد کرنا اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے جب تک جہاد خدا کی خاطر نہ ہو۔ پس خدا کے بندے وہی ہیں جو نظام جماعت کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی تعلقات، دوستیوں، اپنے رشتوں سب چیزوں کو بھلا کر اور محض خدا کے بندے ہو کر وہ ہمیشہ خدا کی جماعت کے نظام کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے موقعہ پر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ فلاں کو نیچا دکھا دیا گیا۔ فلاں گر گیا اور پھر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھو وہ گندا تھا نا اس لئے نکال دیا گیا ہم پہلے ہی سمجھا کرتے تھے کہ ہمارا مخالف تھا اور ان کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے پھر خدا تعالیٰ بعض دفعہ عجیب سامان کرتا ہے۔ ایک جماعت کے ایک شخص کے متعلق مجھے فیصلہ کرنا پڑا کہ اس کو امارت کے عہدہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس لئے نہیں کہ وہ نعوذ باللہ میرے نزدیک گندا تھا بلکہ ایک ایسی غلطی کی تھی جو امیر کو زیب نہیں دیتی اور یہ اس نصیحت کی خاطر تھا کہ جماعت کو سمجھ آجائے کہ یہ غلطی قابلِ قبول نہیں ہے اور جتنے بڑے مرتبہ پر کوئی ہو اُتنی ہی وہ غلطی نمایاں ہو جایا کرتی ہے جس کا اثر جماعت پر پڑتا ہو، وہ مجبوراً نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ انفرادی غلطیاں لوگوں میں ہزار ہوتی ہیں، جن کی خدا پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن وہ فحشاء سے تعلق نہیں رکھتیں۔ ان کا نظام جماعت سے تعلق نہیں ہوتا مگر ایسی غلطی جس سے نظام کی بے حرمتی ہو اور کوئی امیر ہوتے ہوئے نظام سے باہر قدم رکھے اور خلافت کے جو احکامات ہیں اُن سے کھلم کھلا رو گردانی کرے تو خواہ وہ کسی بناء پر ہو، غفلت یا لاعلمی کی بناء پر ہو جب یہ چیز ابھر کر جماعت کے سامنے آجائے تو اس کا احترام کرنے کے لئے بعض دفعہ ان لوگوں کو ہٹانا پڑتا ہے۔ ویسے اُن سے کوئی ناراضگی نہیں تھی۔ میں جانتا ہوں وہ نیک مخلص عاجز بندے ہیں لیکن ایک جگہ ٹھوکر کھا گئے اور میرے ذہن میں یہی تھا کہ کچھ عرصہ تک ان کو الگ رکھنا ہی ان کے اپنے مفاد میں ہے اور جماعت کے مفاد میں ہے وہاں سے بعض خط آنے شروع ہو گئے کہ واقعۃً ثابت ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اس شخص میں یہ یہ باتیں تھیں، یہ یہ باتیں تھیں۔ مرے کو مارے شاہ مدار۔ اس بیچارے کو گرا ہوا دیکھ کر اس پر ایسے ایسے حملے شروع کر دیئے کہ ان خطوں کو پڑھ کر ایسا میرا ردِّ عمل ہوتا تھا جیسے طبیعت میں اُلٹی آتی ہے۔ اپنی طرف سے مجھے داد دے رہے ہیں۔ مجھے ایسی دادوں کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ مجھے خدا نے مقرر فرمادیا ہے۔ مجھے کسی انسان کی داد کی ضرورت نہیں۔ ایسی دادوں سے کراہت محسوس ہوتی ہے، طبیعت متلانے لگتی ہے۔ ایک فیصلہ میں نے بڑے دُکھ سے کیا ہے۔ بڑی مجبوری کی حالت میں کیا ہے اور تم اس پر مجھے دادیں دے رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ دیکھا ہم جیت گئے اور ایک صاحبہ نے لکھا کہ دیکھا میری فلاں فلاں خواب پوری ہو گئی۔ میں نے اس شخص کی رعونت کے متعلق یہ خواب دیکھی تھی اور اس طرح خدا نے اُکٹایا اور آج میں یقین کرتی ہوں کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور انہی میں سے ایک ایسی غلطی ہوئی کہ میں نے اس کو بھی چند دن کے اندر اندر اپنے عہدہ سے ہٹا دیا۔ اب خلافت کا وہ سارا بھرم کہاں گیا؟ کیا وہ یہ سوچتا ہے کہ میں خلیفۃ اللہ نہیں رہا۔ پس یہ جاہلانہ، چھوٹی اور رکینی باتیں ہیں۔ نظام جماعت کے متعلق جب خلیفۃ اللہ کوئی فیصلہ کرتا ہے خواہ وہ براہِ راست خلیفۃ اللہ ہو یا خلیفۃ اللہ کا ادنیٰ غلام ہو اور اس حیثیت سے خلیفہ ہو تو وہ نفس کے کسی جذبہ سے مرعوب ہو کر نہیں کرتا۔ اس کے اندر کبھی کوئی تعلّی پیدا نہیں ہوتی کہ یوں مارا اور یوں اُلٹایا بلکہ اور زیادہ استغفار کرتا ہے اور زیادہ خدا کی راہ میں جھکتا ہے اور خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے خدا! میں بھی تو قابل نہیں ہوں۔ میں یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوں تو مالک ہے اس لئے تو اُس سے زیادہ رحم کا سلوک فرما رہا ہے لیکن مجھے اختیار نہیں ہے۔ اگر مجھے بخشش کا اختیار ہوتا تو میں ضرور بخشش کرتا۔ تیری خاطر مجبور ہوں۔ اس حالت میں وہ قدم اٹھاتا ہے اور وہاں جماعت میں تعلّی کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اب ہم نے اُلٹا دیا، ہم نے رپورٹ کی تھی۔ ہمارے کہنے پر وہ مارا گیا اور دوسرا کہتا ہے کہ دیکھو! اب

وہ بھی مارا گیا اور ہم نے یہ کوشش کی تھی۔ یہ انسانیت کی باتیں نہیں ہیں۔ مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ گری ہوئی گھٹیا باتیں ہیں جس کا اس مٹی سے تعلق نہیں ہے جس مٹی سے آدم کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس مٹی سے کوئی تعلق نہیں جس کا معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کے غلام بن کر زندگی گزارنی ہے تو پھر سارے نظام اچھے ہیں خواہ وہ ذیلی نظام ہوں یا بنیادی نظام ہوں، جماعت کی جتنی بھی تنظیمیں ہیں ان کو برکت دی جائے گی۔ جہاں آپ کے انانیت کے جھگڑے شروع ہو جائیں گے، جہاں کسی عہدہ سے ہٹنا یا کسی منصب سے معزولی آپ کو ابتلاء میں پھینک دے گی اور آپ اس امتحان میں نامراد اور ناکام ٹھہریں گے وہیں سے آپ کا اللہ کے نظام سے، اس نظام سے تعلق کاٹا جائے گا جو خدا نے اپنے دو ہاتھوں سے پیدا فرمایا ہے۔

نظام جماعت کی حفاظت میں اپنی جان، مال اور ہر چیز قربان کردو

پہچان کے طور پر ایک آخری بات میں بتا دیتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کو کوئی صدمہ پہنچتا ہے اس کے سامنے دو تین قسم کے لائحہ عمل ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایسا لائحہ عمل اختیار کرتا ہے کہ بظاہر وہ دنیا کی نظر میں ذلیل رہتا ہے مگر ایسی بات کوئی نہیں کرتا جس سے نظام کی تخفیف ہو اور نظام کو ٹھوکر لگے یا کچھ لوگ جو پہلے زیادہ مطیع تھے اب کم مطیع ہو جائیں تو ایسا شخص خدا کا بندہ ہے۔ اللہ ضرور اس کی دلجوئی فرمائے گا اور اگر اصلاح کی خاطر نہیں بلکہ غلطی سے بھی اس کے خلاف قدم اٹھایا گیا ہے تو اللہ خود اس کی اصلاح فرماوے گا اور اس کو بہت درجات عطا فرمائے گا مگر ایسا شخص جب ایسا فیصلہ کرتا ہے کہ لوگوں کے دل جیتنے کے لئے اور ان کے سامنے اپنی عزّت کو بحال کرنے کے لئے وہ اُن سے اپنے شکوے شروع کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں وہ پہلے سے کم مطیع ہو جائیں گے۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں ان کے اسلام کو خطرہ ہے اور یہ ٹھوکر کھائیں گے تو وہ شخص خدا کا بندہ نہیں کہلا سکتا۔ وہ اس مقام پہ ہار گیا اور نامراد ٹھہرا۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اس مضمون کو ایک آیت کی تشریح میں بیان فرمایا ہے جس کا تعلق حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم فرماتے ہیں (ایک لمبی حدیث ہے اس کا میں وہ حصہ پڑھتا ہوں جس کا اس سے گہرا تعلق ہے) کہ دو عورتیں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی گود میں اس کا بیٹا تھا۔ بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک لڑکے کو اچک کر بھاگ گیا ساتھی عورت نے اس کو بتایا کہ تمہارے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ نہیں میرے لڑکے کو نہیں تمہارے لڑکے کو لے گیا ہے اور یہ بچہ ہی میرا ہے۔ یہ بحث کرتی ہوئیں وہ حضرت داؤدؑ کے دربار میں پہنچیں اور حضرت داؤدؑ نے ان میں سے جو بڑی تھی اس کو وہ بیٹا دلوا دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا تھا، اس چھوٹی کا نہیں تھا۔ وہ فریاد لے کر حضرت سلیمانؑ کے دربار میں پہنچی۔ آپؑ نے جب ان دونوں عورتوں کو حاضر کیا، ان کے بیان سنے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ انہیں واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا چھری لاؤ۔ میں برابر ٹکڑے کر کے اس بچے کو دونوں میں تقسیم کر دیتا ہوں، آدھا وہ لے لے، آدھا وہ لے لے۔

چھوٹی عورت جس کا وہ بچہ تھا اس نے اذیت سے بے چین ہو کر بے اختیار پکار کر یہ کہا کہ نہیں نہیں۔ یہ اس کا بچہ ہے۔ میں جھوٹی تھی، اس کو دے دیں۔ اس پر چھری نہ چلائیں، اُسے بچہ عزیز تھا، اس کا بیٹا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی وقت وہ بچہ پکڑا اور اُس کو پکڑا دیا کہ میں یہی تو پہچاننا چاہتا تھا کہ اصلی ماں کونسی ہے اور جھوٹی ماں کونسی ہے۔ پس نظام جماعت سے اگر آپ کو زیادہ محبت ہے اور اپنی ذات اور اپنی انا سے زیادہ محبت نہیں تو ہر ایسے ابتلاء کے موقع پر آپ ہمیشہ نظام جماعت کی حفاظت میں اپنی جان، اپنی عزّت، اپنی آن ہر چیز کو قربان کر دیں گے لیکن کبھی ایسا کلام نہیں کریں گے، کبھی ایسا طرزِ تکلّم اختیار نہیں کریں گے خواہ ظاہری طور پر کہیں یا نہ کہیں یا اپنی حرکات و سکنات سے ایسا اثر نہیں ڈالیں گے کہ آپ کے نظام کے مارے ہوئے مظلوم، ہیں تو سچے مگر جھوٹوں کا شکار ہو گئے ہیں جس کے نتیجہ میں لوگ نظام سے متنفّر ہو جائیں اور نظام کاٹا جائے اور جماعتیں دو نیم ہو جائیں۔ پس بیشتر اس سے کہ جماعتیں دو نیم ہوں ان کے فعلوں کی وجہ سے وہ یہ زیادہ پسند کریں کہ ان کے جسموں کے ٹکڑے کر دیئے جائیں مگر نظام جماعت پر آنچ نہ آئے۔ یہ سچّے مومن بندے ہیں، یہ ہیں جو مسلم ہیں جن کے اسلام کی خدا گواہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نظام جماعت کی حفاظت فرمائے اور ہمیشہ جماعت کو خدا کے بندے بنا کر زندہ رکھے۔ شیطان کے بندے بننے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

بقائے عزّتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

نہ حسنِ مدّعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے
بقائے عزّتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے
خلافت کشتیٔ مِلّت کی اُمّیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ مِلّت کا اِک واحد سہارا ہے
نہ جب تک کارواں میں ہو امامِ کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی
کلی جب شاخِ گُل پر ہو تو کِھل کر پھول ہوتی ہے
ہو جڑ سے ربط قائم تو دُعا قبول ہوتی ہے
پراگندہ اگر ہو آتشِ ایماں کی چنگاری
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری
نہ ہو گر ربط باہم ، انجمن اس کو نہیں کہتے!
کہیں گُل ہو، کہیں لالہ، چمن اس کو نہیں کہتے
خلافت کیا ہے خود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزمِ موجودات میں خیرالبشر ہونا

عبد السّلام اختر مرحوم

اسلام کی ترقی

خلافت

سے وابستہ ہے

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد، لندن

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّ
لَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ
وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(النور : ۵۶)

قارئین کرام! آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے ایک ایسا محیر العقول نظارہ دیکھا جس کی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ مطلع عالم پر آفتابِ رسالت کا طلوع ہونا تھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں غرق دنیا یکدفعہ بقعۂ نور بن گئی۔ باعثِ تخلیقِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت ظہور سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت نے فلاح کی راہ پالی۔ دینِ اسلام کی صورت میں فیضانِ الٰہی کا وہ چشمہ رواں ہوا کہ صدیوں کی پیاسی دھرتی سیراب ہوگئی اور بنجر زمینیں روحانیت کی سدا بہار کھیتیوں سے لہلہانے لگیں۔ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں نے سارے عالمِ عرب میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کردیا۔ صدیوں کے مُردے روحانی طور پر زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہو گئے۔ دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ انسانِ کامل کی صورت میں خدا تعالیٰ کے مظہرِ اتم کا یہ حسین جلوہ اپنی معراج پر تھا کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت آن پہنچا آپ کی رحلت پر وفاکیش صحابہ پر کیا گذری، ان کی حالتِ غم کا اندازہ کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ کہنے والوں نے سچ کہا کہ:

"مدینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے ماہتاب کی طرح روشن ہوگیا اور آج حضور اکرم کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا"

شاعرِ اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ ایک عرصہ سے بصارت سے محروم تھے لیکن اس روز پہلی بار انہیں پتہ چلا کہ واقعی ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ کتنا درد اور غم پنہاں ہے ان کے ان اشعار میں جو ان کی زبان پر جاری ہوئے ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ
فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ اب تیرے بعد مجھے کیا پرواہ۔ جو چاہے مرے۔ مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

یہ کربناک کیفیت صرف ایک حسانؓ کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہ ہی غم کے مارے دیوانہ ہو رہے تھے۔ ایک تو یہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفقت کرنے والے پیارے وجود سے محروم ہو گئے ہیں اور دوسرے یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کیے جا رہا تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا۔ نخلِ اسلام کا کیا بنے گا؟ کون اس کی آبیاری اور حفاظت کرے گا؟ ابھی تو تخم ریزی کا کام ہی ہوا ہے کون اس کو اپنے خونِ جگر سے سینچے گا اور کون اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا؟ یہ فکر ان کی روحوں کو گداز کر رہا تھا کہ اب اسلام کا دفاع، اس کی اشاعت اور اس کی ترقی کیونکر ہوگی؟ اسلام کی عالمگیر فتح و نصرت اور ترقی و غلبہ کے خدائی وعدے کیونکر پورے ہوں گے؟

تاریخِ اسلام کے اس سنگین ترین موڑ پر صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ ان فکروں کی تاب نہ لاکر جیتے جی موت کی وادی میں اترنے والے تھے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوب کی امت کی دستگیری فرمائی اور اس کے دستِ رحمت نے خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔ خدائے قادر کا یہ سکینت بخش ہاتھ خلافت کی شکل میں آگے بڑھا اور لرزاں و ترساں دلوں کو سکون و اطمینان سے بھر دیا۔ پژمردہ دلوں میں جان پیدا ہوگئی کہ خدائے حي و قیوم نے ایک یتیم اور جان بلب

امت کے سر پر خلافت کا تاج رکھ کر انہیں ایک راہنما عطا کر دیا جو ان کے محبوب آقا کا قائم مقام اور اس نسبت سے ان کا محبوب آقا قرار پایا صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔ جسم کو ایک سر مل گیا تھا۔ کارواں کو ایک سالار مل گیا تھا جس کے سر پر خدائی نصرت کا سہرا جگمگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرتِ ثانیہ کا، یہ انعام تھا خلافتِ راشدہ کا اور یہ تکمیل تھی اس خدائی وعدہ کی جو اسلام کی سربلندی اور غلبہ کیلئے خدا تعالیٰ نے مومنوں سے فرما رکھا تھا۔ اس خدائی وعدہ اور اس کے پُرشوکت ظہور کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے

(۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ رضی بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے۔"

(الوصیت)

اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرت یعنی قدرت ثانیہ ۔ خلافت کا وہ بابرکت روحانی نظام ہے جس پر نبوت کے بعد اسلام کی ترقی کا انحصار اور اس کے غلبہ کا دار و مدار ہے۔ یہی بابرکت نظام نبوت کا قائم مقام اور ہر نوع کی ترقیات کی حتمی ضمانت ہوتا ہے۔ یہی وہ موعود آسمانی نظامِ ہدایت ہے جس کا آیتِ استخلاف میں مومنوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے

نظامِ خلافت کے بارہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلۂ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لیے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہرحال محدود ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لیے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔" (بحوالہ "خالد" مئی ۱۹۶۰ء)

نظامِ خلافت کی عظمت اس کی حکمت اور برکت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں:

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ خلافت جو مومنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظام قیادت ہے۔ ایمان اور عمل صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مومنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اسی نور کا ظل کامل

ہے۔ اس لحاظ سے برکاتِ رسالت اور انوارِ نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتابِ نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امتِ مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعتِ مومنین کے ایمان اور عملِ صالحہ کی سند بن کر ان کو یکجہتی اور اتحاد کا درس دیتی ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیانِ مرصوص بنا دیتی ہے۔

خلافت کی برکات میں سے سب سے عظیم الشّان نعمت جس کا آیتِ استخلاف میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے وہ استحکامِ اسلام اور تمکنتِ دین ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں:

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ۔

کہ خدائے قادر و یگانہ اس بات کا وعدہ اور حتمی اعلان کرتا ہے کہ نظامِ خلافت کے ذریعہ دینِ اسلام کو تمکنت اور مضبوطی عطا کی جائے گی اور ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کی آسمانی تقدیر خلافت کے ذریعہ پوری شان و شوکت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہو گی۔ اس تحدّی اور واشگاف اعلان میں یہ وعید بھی شامل ہے کہ خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر کسی برکت، کسی ترقی اور کسی کامیابی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جو خلافت کے بابرکت حصار کے اندر ہوں گے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی اور جو اس نعمت سے منہ موڑیں گے وہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کے خلاؤں میں بھٹکتے رہیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں صحیح اسلامی خلافت کا نظام یعنی خلافتِ راشدہ قائم رہی اسلام کو ترقی و غلبہ نصیب ہوا۔ اور جب مسلمان اپنی بدعملیوں کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم ہوئے تو اس کے ساتھ ہی ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک جب اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے مطابق مسلمانوں کو خلافت سے نوازا تو خلافتِ راشدہ کے اس بابرکت دَور میں جو اگرچہ صرف تیس سال پر محیط تھا اسلام کی شان و شوکت نہ صرف عرب میں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں قائم ہوئی اللہ تعالیٰ نے جماعتِ مومنین کو جو وعدہ عطا فرمایا تھا کہ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اس وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو ہر میدان میں اور ہر جہت میں کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا۔ کہاں یہ حالت کہ وصالِ نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد نے نوبت یہاں تک پہنچا دی تھی کہ مدینہ کے علاوہ صرف ایک یا دو جگہ پر نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر یہ عالم کہ تیس سال کے اندر اندر مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک، مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ کے کناروں تک شمال میں بحرِ قزوین تک اور جنوب میں حبشہ تک اسلامی پرچم لہرانے لگا خلافتِ راشدہ میں اسلام کی اس ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔ اسلام کی ترقی و عروج کا یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشّان حکومتیں بھی ان کے نام سے لرزتی اور خم کھاتی تھیں۔ حق یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کے اس سنہری دور میں اسلام کو وہ عظمت اور سربلندی حاصل ہوئی کہ آج بھی جب کوئی انصاف پسند مؤرخ مڑ کر اس دَور پر نظر کرتا ہے تو حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔ اسے سمجھ نہیں آتی کہ صحرائے عرب کے بادیہ نشین فاتحِ اقوامِ عالم کیسے بن گئے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ سب خلافتِ راشدہ کا ثمرہ تھا۔ وہ خلافتِ راشدہ جس کے ساتھ اسلام کے غلبہ کی تقدیر وابستہ ہے!

خلافتِ راشدہ کے مبارک دَور میں اسلام کی ترقی اور سربلندی کا یہ مختصر تذکرہ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان فتنوں اور مسائل کا کچھ ذکر نہ کیا جائے جو خلافتِ راشدہ میں اور خاص طور پر اس کے آغاز کے موقعہ پر یکے بعد دیگرے اٹھے اور عظمتِ خلافت کے سامنے سرنگوں ہو کر رہ گئے۔ ارتداد کا فتنہ اٹھا، مانعینِ زکوٰۃ نے بغاوت کا عَلَم بلند کیا، منافقین نے امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کو ختم کرنا چاہا، جھوٹے مدعیانِ نبوت نے قصرِ اسلام میں نقب زنی کی کوشش کی۔ یوں نظر آتا تھا کہ یہ منہ زور فتنے عظمتِ اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے لیکن جس خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق امتِ مسلمہ کو خلافت کا انعام عطا فرمایا تھا اور جس نے یہ وعدہ فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ کہ میں اس خلافت کے ذریعہ اپنے اس پسندیدہ دینِ اسلام کو تمکنت، عظمت اور سربلندی عطا کروں گا۔ اس سچے وعدوں والے خدا نے وقت کے خلیفہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ عزم، حوصلہ اور اقدام کی وہ آہنی قوت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب فتنے زیرِ نگیں ہو گئے اور خرمنِ اسلام ان بگولوں کی زد سے پوری طرح محفوظ و مامون رہا۔

صرف ایک واقعہ کا معین ذکر کرتا ہوں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار شام کی طرف بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ لشکر ابھی روانہ بھی نہ ہوا تھا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ حالات میں یکدفعہ تغیّر پیدا ہو گیا۔ بدلے ہوئے حالات میں بظاہر اس لشکر کو روک لینا ہر لحاظ سے قرینِ مصلحت نظر آتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سیاست دانی اور جرأت کا لوہا ایک دنیا مانتی ہے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے خلیفۃ الرسول! حالات کا تقاضا ہے کہ اس لشکر کے بارہ میں کچھ تبدیلی کر دی جائے۔ مرکز کی حفاظت کے خیال سے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ خلافتِ حقہ کی برکت اور عظمت کا اندازہ لگائیے کہ وہ جسے رقیق القلب سمجھ کر کمزور خیال کیا جاتا تھا، ہاں وہی ابوبکر جسے اب خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا فرما دیا تھا آپ کا جواب یہ تھا کہ اس لشکر کو روکنے کا کیا سوال، خدا کی قسم! اگر پرندے میرے گوشت کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیں تو تب بھی میں اپنی خلافت کا آغاز کسی ایسی بات کو روکنے سے نہیں کروں گا جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں دے چکے ہیں۔ جو بات خدا کا رسول کہہ

چکا ہے وہ آخری اور اٹل ہے۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا ، اور کوئی صورت نہیں کہ اس لشکر کو روکا جائے۔

صحابہ نے پھر با ادب عرض کیا کہ کم از کم لشکر کی روانگی میں کچھ تاخیر کر دی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بھی ناممکن ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں اگر ازواجِ مطہرات کی نعشوں کو کتے مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ہرگز ہرگز نہیں روکوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا تھا۔ یہ لشکر ضرور روانہ ہوگا اور فوری طور پر روانہ ہوگا۔

صحابہ نے ایک بار پھر کوشش کی اور پورے ادب سے مشورہ عرض کیا کہ اور کچھ ممکن نہیں تو کم از کم نوعمر اور ناتجربہ کار اسامہ کی جگہ کسی اور تجربہ کار شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرما دیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں۔ جس کو خدا کے رسول نے مقرر فرما دیا ہے ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ اسے تبدیل کر سکے۔ یہ لشکر اسامہ ہی کی قیادت میں جائے گا اور ضرور جائے گا۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ باوجود انتہائی نامساعد حالات کے خلیفۃ الرسولؐ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو لفظاً لفظاً پورا کیا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹوں سے نکلی تھی۔ کتنا ایمان افروز نظارہ تھا جب حضرت ابوبکر خود اس لشکر کو رخصت کرنے کے لیے مدینہ سے باہر نکلے۔ اسامہ کو سوار کرایا اور خود ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اسامہ بار بار عرض کرتے کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں، نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا۔ نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تم پیدل چلو گے۔ پس اس شان سے حضرت اسامہ کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا اور بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ خلیفہ وقت کا یہ فیصلہ بہت ہی مبارک اور اسلام کی سربلندی کا موجب ہوا۔ دشمن اتنے مرعوب ہوئے کہ مدینہ پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ لشکر فتح و نصرت کے ساتھ بانیل مرام مدینہ واپس آیا۔ خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں اس پرشوکت واقعہ نے عظمتِ خلافت کو قائم کر دیا اور ہر شخص پر واضح ہوگیا کہ اسلام کی تمکنت اور دینِ حق کا غلبہ و استحکام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافتِ راشدہ کے اس پرشوکت دور کے بعد مسلمانوں کی ناشکری کے سبب خلافت کا انعام اپنی پہلی شکل میں قائم نہ رہا۔ خلافت کی جگہ ملوکیت اور بادشاہت نے راہ پالی اور اس کے ساتھ ہی ان تمام برکات کی بھی صف لپیٹ دی گئی جو خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکنافِ عالم میں اسلام کو جو ترقی اور غلبہ خلافت کے ذریعہ نصیب ہوا تھا، اس دَورِ استبداد و ملوکیت میں اس کا سایہ سمٹنے لگا۔ مسلمانوں کی عظمت نے ان کو خیر آباد کہا۔ ان کی شان و شوکت ان سے منہ موڑ کر رخصت ہوگئی۔ مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ اور اختلاف اس حد تک بڑھ گیا کہ اتحاد و یگانگت کو یکسر بھلا کر باہم برسرِ پیکار ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم جس نے نبوت کے آفتاب اور خلافت کے ماہتاب سے منور ہو کر ترقی و عروج کی چوٹیوں کو پامال کیا تھا اب تنزّل و انحطاط کے قعرِ مذلت میں جا پڑی۔ اس دور کا ایک ایک دن اور ایک ایک رات اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ امت مسلمہ نے جو پایا تھا وہ خلافت کے طفیل پایا تھا' اس خلافت کو چھوڑا ہے تو اب ان کی جھولی خالی ہو کر رہ گئی ہے۔

حضرات! خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات کم و بیش ایک ہزار سال تک جاری رہی۔ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبری کے عین مطابق فیج اعوج کے اس زمانہ میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ ایمان ثریا پر جا پہنچا اور کیفیت یہ ہوگئی کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اس دورِ آخرین میں ایک آسمانی مصلح کے ذریعہ احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثت ثانیہ کے طور پر مبعوث فرمایا اور امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد يُحْيِي الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ احیائے اسلام، قیام شریعت اور تکمیل اشاعت اسلام کے کام کو اس حد تک آگے بڑھانا کہ بالآخر عالمگیر غلبۂ اسلام پر منتج ہو بلا استثناء سب مفسرین قرآن اس بات پر متفق ہیں کہ آیتِ کریمہ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ میں جس غلبۂ اسلام برادیانِ باطلہ کی پیشگوئی کی گئی ہے یہ غلبہ اپنے پورے جلال اور پوری شان و شوکت کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہوگا۔

حضرت سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمت اپنی کتاب "منصبِ امامت" میں فرماتے ہیں :

> ظہور دین کی ابتداء پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی۔" ——— (ص ۷۶)

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے :

> "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"
>
> (الوصیت)

ہم گواہ ہیں اس بات کے کہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی ، اور آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس محبوب ترین روحانی فرزند پر جس نے خدمت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔آپ کی دینی خدمات کے تفصیلی تذکرہ کا یہ موقع نہیں لیکن میں یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پہلوان جری اللہ فی حلل الانبیاء نے اسلام کی مدافعت، اس کی سربلندی اور ترقی کے لیے ایسی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا اور اقرار کیا کہ آپ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لیے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کر دی ہیں۔

بالآخر آپ کی زندگی میں بھی وہ دن آگیا جو ہر فانی انسان کی زندگی میں آیا کرتا ہے لیکن آپ نے اپنے وصال سے پہلے یہ بشارت دی کہ خدائے قادر و توانا آپ کے ذریعہ سے جاری ہونے والے مشن کو ہرگز ناتمام نہیں چھوڑے گا اور غلبہ اسلام کی آسمانی مہم خلافت کے زیرِ سایہ پھولتی پھلتی اور پروان چڑھتی رہے گی۔ آپؑ نے فرمایا:

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا وے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔"

(انجام آتھم)

اسلام کی عالمگیر اشاعت کو نقطۂ کمال تک پہنچانے کے لیے اپنے بعد جاری ہونے والے نظامِ خلافت کو قدرت ثانیہ سے تعبیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیّۃ)

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ہاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا اور انہیں وہ وسیلہ فتح وظفر عطا فرمایا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ آج اس انعام الٰہی پر ۸۴ برس کا عرصہ پورا ہونے کو ہے۔ خدا گواہ ہے اور ہم اس کے حضور سجدات شکر بجالاتے ہوئے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ان ۸۴ سالوں کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو وہ عظمت، وہ تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری وساری زندہ و تابندہ معجزہ کا حکم رکھتی ہے۔

قارئین! خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی داستان دلنشین اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی پُرشوکت اور پُرعظمت ہے کہ اس کا بیان کرتے ہوئے میری زبان لڑکھڑاتی ہے اور الفاظ میرا ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ ہونے والی اسلام کی عالمگیر روز افزوں ترقی کو نوکِ زباں پر لاؤں۔ حق یہ ہے کہ خدمت و اشاعت اسلام کا جو بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا آج خلافت احمدیہ کے زیرسایہ ایک تناور درخت بن چکا ہے پاکیزہ کلمہ کی مثال کی طرح اس درخت کی جڑیں اکنافِ عالم میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہیں۔ اور اس کی شاخوں نے فضا کی وسعتوں کو بھر دیا ہے ہندوستان کی سرزمین سے باہر مشنوں کے قیام کا آغاز خلافت احمدیہ کے دَور میں ہوا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو بیس ملکوں میں جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر قائم ہو چکی ہے۔ وہ قافلہ جو ۳۱۳ فدائیوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا آج اس کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور ہر روز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز کی بازگشت آج اکنافِ عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو اتنی عظمت اور پذیرائی عطا کی ہے کہ اصقائے عالم کے دانشور اس کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر اسے توجہ سے سنتے اور اس کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ خلافت کے زیرسایہ تحریکِ احمدیت نے ایسا عالمگیر تشخص حاصل کر لیا ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطّہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں اور حقیقی معنوں کے اعتبار سے بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ عالم احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہر آن اور ہر جگہ عالم احمدیت پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سورج ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے اور خدائی نصرتوں کے زیرِ سایہ عالمگیر غلبۂ اسلام کی یہ موعود صبح لمحہ بہ لمحہ روشن تر ہوتی چلی جارہی ہے۔

ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ خلافت

احمدیہ کے زیر سایہ اسلامی لٹریچر کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت ایک ایسا کارنامہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ لٹریچر کے ضمن میں سب سے اہم قرآن مجید کے تراجم ہیں۔ کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کیے تھے اس سے دگنی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم خلافت رابعہ کے چند سالوں کے اندر اندر جماعت احمدیہ پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے قرآن مجید کی منتخب آیات، احادیث اور اقتباسات مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ اسلامی لٹریچر غیر معمولی کثرت سے شائع اور تقسیم ہو رہا ہے۔ کتب کی نمائشوں کا وسیع سلسلہ اشاعت اسلام میں مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔ اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مساجد تعمیر کرنے کا سہرہ جماعت احمدیہ کے سر ہے۔ اسلامی تعلیم کو عمل کے سانچہ میں ڈھالتے ہوئے مغربی اور شرقی افریقہ میں تعلیمی اور طبی اداروں کا قیام اور انسانیت کی بے لوث خدمت ان علاقوں کے لوگوں کے دل اسلام کے لیے جیت رہی ہے۔ لوٹ کھسوٹ کے اس دور میں غرباء، یتامیٰ اور بیوگان کی بے لوث خدمت کے طور پر انہیں بیوت الحمد عطا کرنے کی سعادت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اسلام کی حرمت و ناموس کی حفاظت اور دفاع میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہی صف اول میں مثالی کردار ادا کیا ہے اور جہاں تک اسلام کی عظمت اور ترقی کی خاطر قربانیاں دینے اور دبتے چلے جانے کا میدان ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں ایمان افروز واقعات سے پُر نظر آتی ہے۔ اشاعت اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت کے نذرانے اتارنے والی یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنی قربانیوں سے قرون اولیٰ کے صحابہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا، لیکن یہی پیاری زندگی پیارے اسلام کی خاطر وقف کرنا، اپنے ہونے والے بچوں کو وقف نو میں پیش کرنا، تبلیغ اسلام کی خاطر غریب الوطن ہو جانا اور بالآخر راہ جہاد میں شہادت پا کر انہی سرزمینوں میں دفن ہو جانا کلمہ طیبہ کی عظمت کی خاطر ماریں کھانا، بیڑیاں پہننا اور وفور محبت سے انہیں چومنا۔ اسلام کی محبت کے جرم میں اسیران راہ مولا بننا، اور زندگی کے سالہا سال تاریک کوٹھڑیوں میں گزار دینا۔ دکھ اٹھانا اور مسکرانا۔ دھمکیوں اور لالچوں کو مومنانہ استقامت سے ٹھکرانا اور وقت آنے پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے مقدس خون سے داستان وفا رقم کرنا۔ الغرض شاہراہ ترقی اسلام کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس پر جماعت احمدیہ پوری شان کے ساتھ مصروف عمل نہ ہو۔ اس شاہراہ کی کوئی بلند سے بلند منزل ایسی نہیں جس پر اسلام کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے احمدی جاں فروشوں کے قدموں کے نشانات نظر نہ آتے ہوں۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ منفرد اعزاز اور سعادت اس وجہ سے عطا فرمائی ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر یہی ایک جماعت ہے جو اَلَا وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کی حقیقی مصداق اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیر سایہ بنیان مرصوص کا منظر پیش کرتی ہے۔ یہی ایک جماعت ہے جس کو خلافت کی نعمت میسر ہے جو ایک روحانی سربراہ کی آواز پر اٹھنا اور اس کے اشارہ پر بیٹھنا جانتی ہے۔ ہاں ہاں یہ وہی جماعت ہے جس کا امام جماعت کے افراد سے ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اور دوسری طرف جماعت کے سب مرد و زن اپنے پیارے امام کے گرد پروانہ صفت طواف کرنے والے ہیں۔ خلافت کی نعمت نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے یہ اعجاز بخشا ہے کہ ایک کروڑ احمدی فدائیوں نے خدمت و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جس کی توفیق ایک ارب مسلمان کہلانے والوں کو نصیب نہیں ہو سکی۔ اس اعزاز اور سعادت کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسلام کی ترقی کی خاطر کوشش اور قربانی کی توفیق کا ملنا بھی اسی خلافت سے وابستہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "دیکھو ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے؟ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لیے کوشش کر رہے ہیں وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی ہے ..... اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے۔"
>
> (الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۵۱ء)

اسی طرح فرمایا:

> "اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔"
>
> (درس القرآن صفحہ ۷۲ مطبوعہ نومبر ۱۹۲۱ء از حضرت المصلح الموعود)

شوکت اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ مصائب و مشکلات اور خدائی فضلوں کی تاریخ ہے۔ اس عرصہ میں مخالفت کی آندھیاں چلیں۔ مخالفین نے اپنے ترکش کے سب تیروں کو چلایا اور پہاڑوں جیسی شخصیتوں نے احمدیت سے ٹکر لی لیکن خدائی وعدہ کے مطابق ہمیشہ اور ہر بار حق غالب ہوا اور باطل نے منہ کی کھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر خلافت کے بارہ میں شکوک و شبہات نے سر اٹھایا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے صدیقی عزم و جلال کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔ خلافت ثانیہ کے آغاز پر پھر منکرین خلافت نے بھرپور فتنہ پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر لاہور کی راہ لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے باوجود نوعمری کے اس فتنہ کے

وقت جماعت کی ایسی اعلیٰ قیادت کی کہ منافقین کی سب چالیں ناکام ہوئیں پھر اسی خلافت ثانیہ کے تاریخی دَور میں مصری کا فتنہ اٹھا۔ مستریوں نے فتنہ برپا کر دیا۔ احرار نے جماعت کو مٹانے کے لیے ملک گیر مہم جاری کی۔ تقسیم ملک کا زلزلہ آیا جس نے جماعت کو اپنے دائمی مرکز سے الگ ہو کر ایک نیا مرکز بنانے پر مجبور کیا۔ ابھی جماعت اپنے قدموں پر سنبھل رہی تھی کہ ۱۹۵۳ء میں جماعت کے خلاف ملک گیر طوفانِ مخالفت برپا ہو گیا۔ حقیقت پسند پارٹی نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندرونی طور پر جماعت کو منتشر اور گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ان فتنوں نے یکے بعد دیگرے سر اٹھایا لیکن ہر بار، ہر فتنہ خلافت کی عظیم چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور منافقین کے ناپاک عزائم خاکستر ہو گئے خدا کے طاقتور ہاتھ نے خلافت کے ذریعہ جماعت کو ترقی اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ خلافت ثالثہ کے دَور میں ۱۹۷۴ء کے ہنگاموں میں مخالفین نے ایک بار پھر سر توڑ کوشش کی کہ جماعت کو ختم کر سکیں لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہے۔ کئی خوش قسمت احمدیوں کے سر تن سے جدا کر دیے گئے، ان کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں، ان کے گھر جلا دیے گئے لیکن کوئی ان کے چہرے سے مسکراہٹ نہ چھین سکا خلافت رابعہ کا آغاز ہوا تو خلیفۂ وقت کی مقناطیسی شخصیت اور برق رفتاری کو دیکھ کر مخالفین احمدیت کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے مخالفانہ کوششوں کو نقطۂ عروج تک پہنچا دیا اور ۱۹۸۴ء میں رسوائے زمانہ سیاہ قانون جاری کر کے احمدیت کی ترقی کا راستہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ ضرور ہوا کہ چند پاکبازوں نے شہادت کا جام پیا اور متعدد اسیران راہ مولا آج بھی کال کوٹھڑیوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں لیکن خدا گواہ ہے کہ احمدیت کی ترقی پذیر دنیا پر طلوع ہونے والا سورج ہر روز مخالفین کی کوششوں پر ناکامی کی مہریں لگاتا ہے اور وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا زعم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اڑا کر رکھ دیے! کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے، اور میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا کر رہوں گا۔ کہاں ہے وہ آمر جس نے فرعون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہا تھا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا۔ دیکھو ہمارے خدا نے ان دشمنانِ اسلام کے نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیے۔ مردانِ حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں نے نمرودیت کو کچل کر رکھ دیا۔ کوئی تختۂ دار پر نظر آیا تو کسی کے جسم کے ذرّات خاک کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے! کوئی سننے والا ہو تو سنے کہ احمدیت کے مخالفین کا یہ مقدر ہر دَور میں رہا ہے اور مستقبل میں بھی ان کی تقدیر اس سے کچھ مختلف نہیں۔ خلافت کی برکت سے اور خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کے لیے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جا چکی ہے۔ سنو! کہ وہ جو خدا کی تائید سے بولتا ہے، وہ جس کے سر پہ خدا کا سایہ ہے، وہ جسے خدا نے اس زمانہ میں کشتیٔ اسلام کا محافظ اور مومنوں کا راہنما مقرر فرما دیا ہے۔ سنو اور توجہ سے سنو کہ وہ کیا فرماتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی اس سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گذرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چُور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعتِ احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ جولائی ۸۴ء برموقعہ پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

برادرانِ احمدیت! ہماری کتنی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر صرف احمدیت ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام عطا فرمایا ہے۔ مختلف طرز کے قیادت کے نظام تو نظر آتے ہیں لیکن کوئی ایسا قائد نہیں جس کو خدا نے مقرر کیا ہو۔ کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا عَلَم عطا کیا گیا ہو۔ کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے فتوحات بچھتی چلی جاتی ہوں۔

ہم پر خدائے ذوالمنن کا یہ مزید احسان اور کرم ہے کہ ہمیں اس خلافت کے خدام ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے، ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آئی ہے۔ یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہر حرکت وسکون آقا کے اشارے پر قربان ہونے کو بے تاب نظر آئے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے وہ میدان جن میں قرونِ اُولیٰ اور اس دورِ آخرین کے صحابہ کرام کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں۔ ان داستانوں کو آج پھر

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلسِ عرفان

سوال: مجدّد ہر صدی پر آتے رہے۔ کیا یہ سلسلہ جاری رہے گا؟
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

مجدّدیت خلافت کی قائم مقام ہے

سوال یہ ہے کہ تجدید دین کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں کیا خوشخبری تھی اور کیا انذار کا پہلو تھا اور تاریخ اسلام سے ثابت ہوا کہ دونوں پہلو سچے ثابت ہوئے۔ خلافت کے ہوتے ہوئے جب مجددیت کی خبر دی گئی کہ ایک سو سال بعد مجدد آئے گا تو یہ بھی پیشگوئی تھی کہ سو سال سے پہلے خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ورنہ قرآن کریم نے خلافت کی پیشگوئی کی ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشگوئی کو نظر انداز کر کے کوئی اور پیشگوئی کر دیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ تو مجددیت خلافت کے قائم مقام ایک انسٹی ٹیوشن ہے اور واقعہ یہی ہوا کہ اسلام کی پہلی صدی کے ختم ہونے سے بہت پہلے خلافت کا نظام ٹوٹ گیا اور خلافت کا نظام ٹوٹنے کے نتیجہ میں روحانی نظام حکومت سے الگ ہو گیا اور مرکزی نظام دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک صلحاء اور اولیاء پیدا ہونے شروع ہوئے جنہوں نے اپنے طور پر اسلام کو زندہ رکھنے کی کوشش کی اور اس دوران میں جب بگاڑ پیدا ہوا ایک سو سال کے بعد تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مجدد بنایا جو بظاہر خلیفہ بھی تھے لیکن ان کا اصل مقام مجددیت کا تھا کیونکہ خلافت راشدہ تو ختم ہو چکی تھی اور انہوں نے اسلام کی عظیم الشان خدمت کی اور بدرسوم کو نکالا اور بہت سی نئی باتیں جاری کیں۔ پھر ایک عرصہ گذرا اور عالم اسلام زیادہ پھیل گیا۔ پھر ایک وقت میں ایک سے زیادہ مجدد بھی آتے رہے۔ کوئی ایران میں پیدا ہو رہا ہے کوئی مڈل ایسٹ میں پیدا ہو رہا ہے کوئی افریقہ میں پیدا ہو رہا ہے۔ سارے عالم اسلام کے لیے ایک مجدد آ ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ وسائل کی کمی تقاضا کرتی تھی کہ الگ الگ جگہوں کے لیے الگ الگ مجدد آئیں اور پھر ایک اور بات ہم نے عالم اسلام میں دیکھی کہ مجددین میں سے اکثریت نے دعویٰ ہی نہیں کیا۔ اور بہت سے ایسے تھے جن کو بعضوں نے مجدد کہا اور بعض ایسے تھے جن کو بعض دوسروں نے مجدد کہا اور کسی کو بعض تیسروں نے مجدد کہا اور اب کئی لسٹیں مجددین کی بن گئیں تو مَنْ[1] کے اندر جمع کا پہلو بھی موجود تھا اس لیے مجددیت کے پیغام میں نہ تو کوئی دعویٰ شرط تھا نہ اس مجدد کو ماننا ضروری قرار دیا گیا۔ کہیں بھی تمام احادیث میں جن کی تشریح عالم اسلام کی تاریخ نے کی ہے یہ بات کہیں نہیں آتی کہ مجدد مامور ہو اور اس کی بات مانی جائے ایک بزرگ ہے جس نے خدمت کی ہے اور خدا نے اس کو عظیم خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے اور گرتے ہوئے حالات کو سنبھالنے کی توفیق بخشی ہے۔ یہ ہے مجددیت کا تصور لیکن خلافت کے مقابل پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کسی مجددیت کا کوئی ذکر نہیں ملتا اگر خلافت راشدہ جاری رہتی اور مجدد پھر الگ الگ کھڑے ہوتے اور دعوے بھی کرتے اپنی طرف بھی بلاتے تو وحدت کو پارہ پارہ کر دیتے بجائے فائدہ پہنچانے کے۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مجدد کی پیشگوئی فرمائی وہاں ساتھ یہ بھی خبر دی کہ جب مسیح آئے گا فرمایا

ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پھر مجددیت نہیں آئے گی بلکہ منہاج النبوت پر خلافت جاری ہو جائے گی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مجددیت کی پیشگوئی فرمائی ہوتی تو ٹھیک ہے ہم سمجھتے کہ اس قسم کے مجدد آئیں گے لیکن آپؐ نے خود وضاحت فرما دی کہ مسیح موعود کے آنے کے بعد مجددیت نہیں جاری ہو گی بلکہ خلافت دوبارہ جاری ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسی صورت نظر آتی ہے جو معقول ہے اور جس کا ظاہر ہونا بعید از عقل نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جب تک خلافت راشدہ جاری رہے گی جب ضرورت ہو گی انہی خلفاء میں سے اللہ تعالیٰ مجدد بنا سکتا ہے۔ یعنی سپیشل توفیق کسی خلیفہ کو دے سکتا ہے بعض کاموں کی۔ اس لیے (CLASH) ٹکراؤ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب ضرورت ہو گی تو اگر خلافت سچی ہے تو پھر اس کے مقابل پر خدا مجدد کو کھڑا نہیں کرے گا۔ لیکن خدا کے لیے یہ کونسی روک ہے کہ ایک خلیفہ کو غیر معمولی تجدید دین کی توفیق بخش دے لیکن منصبِ خلافت منصبِ مجددیت سے بالا بھی ہے اور ماموریت کا پہلو ان معنوں میں رکھتا ہے کہ خلفاء چونکہ مامور کے جانشین تھے اس لیے ان کی بیعت اور ان کی اطاعت فرض قرار دے دی گئی۔ ایک یہ منصب ہے اور ایک مجددیت کا ہے جس کی بیعت فرض ہی نہیں جس کا دعویٰ بھی فرض نہیں تو ظاہر و باہر فرق ہے۔ اس لیے مجددیت کو خلافت سے فضیلت دی ہی نہیں جا سکتی۔ کہاں یہ کہ ایک کے متعلق امت کو پابند کر دیا جائے کہ اس کی بیعت کرنی ہے اور اس کی اطاعت کرنی ہے اور کہاں یہ کہ آزاد چھوڑا ہے بلکہ یہ بھی نہیں پتہ کہ کوئی مجدد

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں

---

[1] اِنَّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا، کی حدیث میں لفظ مَنْ کی طرف اشارہ ہے۔

مقالہ خصوصی
م - ا - د

موجودہ زمانہ کے معروضی حالات میں تعمیر و ترقی کی راہیں

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے آج سے قریباً نصف صدی قبل قائداعظم کی زیر قیادت بے شمار قربانیاں دے کر برصغیر کے ان علاقوں میں جہاں وہ غالب اکثریت میں تھے "پاکستان" کے نام سے اپنی ایک علیحدہ مملکت قائم کی تاکہ وہ ایک مسلمان ملک کے امن پسند اور انصاف پسند شہریوں کی حیثیت سے دنیا میں ترقی کر کے اقوامِ عالم میں عزت و احترام کا مقام حاصل کریں اور اس طرح اسلامی دنیا کے لیے بہت بڑے سہارے اور تقویت کا موجب بنیں۔

قائداعظم کی وفات کے بعد جن لوگوں کے ہاتھوں میں اس نئی مملکت کی باگ ڈور آئی انہوں نے اسلام کے ساتھ رسمی، روایتی اور بڑی حد تک جذباتی وابستگی کے زیر اثر بڑے فخر اور طمطراق سے یہ فیصلہ کیا کہ ہماری اس نئی مملکت کا ایک امتیازی نشان یہ ہوگا کہ یہ دنیا بھر میں "اسلامی جمہوریۂ پاکستان" کے نام سے جانی پہچانی جائے گی۔ اس نام کے اختیار کرنے میں یہ عزم مضمر تھا اور ایک قرارداد کی شکل میں اس کا باقاعدہ اعلان بھی کیا گیا کہ ہم اپنی اس مملکت میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر کے اقوامِ عالم کی رہنمائی کا موجب بنیں گے تاکہ وہ بھی ہمارے نقشِ قدم پر چل کر معاشی اور معاشرتی عدل اور انسانی مساوات کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اسلامی اصولوں سے مستفیض ہو سکیں۔

اعلان کی حد تک ان کا یہ عزم بلاشبہ بہت نیک مبارک اور خوش آئند تھا لیکن جہاں تک معاشی و معاشرتی عدل اور انسانی مساوات پر مبنی اسلامی اصولوں پر عمل کا تعلق تھا نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نیت کسی کی بھی بخیر نہ تھی۔ اکھاڑ پچھاڑ، توڑ پھوڑ اور کھینچا تانی کے نتیجہ میں یکے بعد دیگرے جلد جلد برسر اقتدار آنے والوں نے زبانی کلامی نفاذِ اسلام کے بلند بانگ دعاوی کی آڑ لے کر اپنے اقتدار کو طول دینے کی نیت سے ان مولویوں، ملانوں ... مذہب کے نام پر اپنی سیاست چمکانے والوں کو آلۂ کار بنایا جو اوّل دن سے ہی قیامِ پاکستان کے مخالف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرنے کا عزم تو دھرا کا دھرا رہ گیا البتہ اس کی بجائے اسلام پر ملائیت کو اس نئی مملکت میں اپنے پنجے گاڑنے اور کاروبارِ مملکت میں دخل دینے کا موقع مل گیا۔ پھر کیا تھا فرقہ وارانہ تعصّب پر پلنے اور پنپنے والی افتراق انگیز ملائیت نے کھُل کھیل کر وہ گُل کھلائے کہ قائداعظم کا قائم کردہ سیاسی و قومی اتحاد پارہ پارہ ہو کر غتر بود ہوگیا۔ جن مسلمانوں کو قائداعظم نے مولویوں کی شدید مخالفت کے علی الرغم سیاسی وحدت کی لڑی میں پرو کر ایک متحد و مضبوط قوم کی شکل میں ڈھالنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا تھا وہ پھر متحارب و متخاصم فرقوں اور گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ دلوں کو مسخّر کرنے والے اپنے عملی نمونہ سے غیر مسلموں کو اسلام کا گرویدہ بنانے کی بجائے وہ باہم خود ایک دوسرے کو کافر قرار دینے اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے بلکہ از روئے آئین حکومت کے ذریعہ خارج کرانے پر تُل گئے۔ مثل مشہور ہے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ چنانچہ فرقہ وارانہ تعصّب کے پہلو بہ پہلو لسانی، صوبائی اور خود صوبوں کے اندر علاقائی عصبیتیں بھی جاگ اٹھیں۔ ان سب عصبیتوں نے افتراق کے بیج بو بو کر ملک کے طول و عرض میں وہ دھما چوکڑی مچائی کہ پاکستانی قوم کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شعبۂ حیات تشتت و افتراق نیز بے راہ روی و افراتفری کی زد میں آکر ہر کسی کی ذاتی مصلحتوں اور مفادات کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اس طرح اسلام کی رُوحِ اتحاد کی بجائے افتراق انگیز ملائیت کو آگے لانے والے خود ساختہ رہنماؤں نے پاکستانی قوم کو ذلت و رسوائی کے ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا کہ آج وہ دنیا والوں کے لیے رہنمائی کا نہیں بلکہ "تماشے اور عبرت" کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اس پُر ملال صورتِ حال پر اب ہر ہوش مند پاکستانی فکر مند ہے کہ ہم چلے تھے کدھر اور آ پہنچے ہیں کہاں۔ مثال کے طور پر روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب عبدالقادر حسن نے اپنے ایک کالم بعنوان "ہم پاکستانی" میں پاکستان کی اس ترقیٔ معکوس کا ذکر کرتے ہوئے اس کی "بے غیرتی و بے حمیتی اور ذلّت و رسوائی" پر اپنے دلی ملال کا بہت درد انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے

چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

"ہم پاکستانی بارہ کروڑ ہیں یا اس سے ایک دو کروڑ زیادہ ہم سب کی بے عزتی و رسوائی کی انتہا ہو رہی ہے۔ کوئی ہمیں دہشت گرد قرار دینے کی دھمکی دیتا ہے تو کوئی ہمیں منشیات کا عالمگیر سمگلر ہونے کا الزام دیتا ہے گویا ہمیں اتنا معمولی اتنا کمزور اور اس قدر فضول اور بے سود سمجھا جا رہا ہے کہ ہمیں کچھ بھی کہہ دینے میں کسی کو ذرا سی بھی جھجک محسوس نہیں ہوتی جیسے ہم دنیا کی طاقتور قوموں کے کمی کمین ہیں۔ نہ ہماری کوئی عزت ہے نہ غیرت ہے اور نہ کوئی قدر و قیمت۔ ایسی صورتِ حال ہماری انفرادی زندگی میں ہو تو ایسا کرنے والے کو قتل کر دیں یا پھر خودکشی کر کے اس حالت سے اپنی جان بخشی کرائیں۔ ذرا سی غیرت بھی انسان کو اس حالت میں معمول کی زندگی بسر کرنے نہیں دیتی۔ لیکن اگر ایسی صورتِ حال ہماری اجتماعی زندگی یعنی پاکستانی زندگی میں ہو تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

ہمارے لیڈر ہمارے رہنما ایسے نکھد ہیں کہ ملک کی کرسی کے لیے لڑتے ہیں۔ ہمارے کاروباری مزید روپیہ بنانے کی فکر کرتے ہیں۔ ہمارے سمگلر پہلے سے زیادہ تیز تر ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے عوام یعنی ہم سب لوگ سیاسی اور مذہبی فرقہ بندیوں میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر کہیے کہ اس وقت ہماری جو حالت ہے اس میں اگر طاقتور قوموں کا ہم پر سے غلبہ نہیں اترتا تو کیا اس میں ان کا کوئی قصور ہے **کیا ہم زمانے کے لیے ایک تماشہ اور عبرت نہیں بن گئے**۔ فرد بھی خودکشی کرتے ہیں اور قومیں بھی۔ تاریخ میں ایسی بے شمار قوموں کا ذکر ملتا ہے جو اپنے اعمال کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں اور تاریخ کے بے رحم صفحوں میں گم ہو گئیں۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۹ اپریل ۱۹۹۳ء صفحہ ۴)

جناب عبدالقادر حسن نے اپنے کالم میں وطنِ عزیز پاکستان کی بین الاقوامی ساکھ کے تیزی سے گرتے ہوئے گراف کی طرف اشارہ کر کے جس ذلت آمیز اور رسوا کن صورتِ حال کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی اس قدر دردناک اور غم انگیز ہے کہ دل خود اپنے ہم وطنوں کی قومی اور ملکی سطح پر اخلاقی گراف اور بے حمیتی پر نوحہ کرتے ہوئے ماتم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ہماری قومی عزت کے خاک میں ملنے کا ایک سبب یہ ہے کہ ہم پاکستانیوں نے خود آپس میں ایک دوسرے کو ذلیل سمجھنے اور بے عزت کرنے کا شیوہ اختیار کر لیا۔ ایک دوسرے کو کافر، منافق، مرتد اور واجب القتل قرار دینے اور نسبتاً کم تعداد والے فرقوں کے ساتھ اچھوتوں جیسا غیر انسانی سلوک روا رکھنے، ان کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کے مُردوں کی بے حرمتی کرنے، ان کی عبادات اور اجتماعوں پر پابندی لگانے، ان کی مسجدوں کو ڈھانے یا ان پر قبضہ جمانے، ان کی عمارتوں پر سے بزورِ کلمہ یعنی اللہ رسول کا نام مٹانے، ان کے واجب الاحترام بزرگوں کی علی الاعلان لاؤڈ سپیکروں پر تحقیر و تذلیل اور اہانت کرنے اور ان کے شہری و انسانی حقوق غصب کر کے ان کی جانوں سے کھیلنے اور ان کی املاک تباہ و برباد کرنے کو کسی قسم کی شرمندگی محسوس کیے بغیر اپنا وطیرہ بنا لیا۔ احمدیوں نے تو اس انسانیت سوز سلوک اور مسلسل جاری رہنے والے مظالم پر صبر کا عدیم النظیر نمونہ پیش کر کے ملکی مفاد پر آنچ نہ آنے دی لیکن جب شوریدہ سر ملاؤں نے بعض دوسرے اقلیتی فرقوں کو نشانہ بنا کر ان کے خلاف دست درازی و کلوخ اندازی کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر کے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا۔ انتہائی عجیب تر اور غایت درجہ افسوناک بات یہ ہے کہ ملک میں جوں جوں محض زبانی کلامی نفاذِ اسلام کا چرچا بڑھتا چلا گیا اور خود مسلمانوں کے اقلیتی فرقوں کے خلاف ظلم کا سلسلہ زور پکڑتا چلا گیا ملک کے مختلف حصوں میں چوری چکاری، اغوا، ڈاکہ زنی، لوٹ مار، راہزنی، مار دھاڑ، قتل و غارت گری، ماں بہنوں اور بہو بیٹیوں کا درجہ رکھنے والی خود اپنی ہم وطن خواتین کی اجتماعی آبرو ریزی کے انتہائی شرمناک واقعات بڑھتے چلے گئے۔ ادھر رشوت ستانی، چور بازاری، سمگلنگ، اقربا پروری، ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، اشیائے صرف کی ہوشربا گرانی، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ہیروئن اور دیگر نشوں کی طرف بے تحاشہ لپکنے میں برق رفتاری نے معاشرتی فساد و بگاڑ کو کہیں سے کہیں جا پہنچایا۔ اگر کوئی ایسا مبارک لمحہ آئے کہ جس میں بحیثیت مجموعی جملہ پاکستانی قومی سطح پر اپنی کھلی اور واضح بداعمالیوں کے بے محابہ ارتکاب کا احساس کریں تو ان کے سر ندامت سے جھک جائیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کے نافرمان بندے بے خوف ہو کر کمال بے حیائی سے اعمالِ سیئہ تو بجا لائیں اور مکافاتِ عمل کا خدائی قانون بروئے کار نہ آئے۔ وہ تو پہلے زمانوں میں بھی بروئے کار آتا رہا ہے، اب بھی آئے گا اور آئندہ بھی آتا چلا جائے گا۔ اس خدائی قانون کی گرفت سے بچنے اور طاقتور قوموں کی صریح زیادتیوں اور بلاجواز ظالمانہ کارروائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ہم وطن یعنی اہلِ پاکستان آپس میں خود ایک دوسرے کے خلاف ظلم سے باز آ کر پہلے اپنے شخصی اور قومی کردار کو درست کریں اور اپنے آپ کو ایسا بے شر اور خیر کا ایسا خوگر بنائیں کہ خدا کی نگاہ میں مومن قرار پا سکیں۔

اس وقت قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے اہلِ وطن جس صورتِ حال سے دوچار ہیں اس سے ایک بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے اور دنیا بھر میں مسلمان کہلانے کے باوجود خدا کی نگاہ میں مومن نہیں رہے ہیں۔ اگر وہ واقعی مومن ہوتے تو اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کا خدائی وعدہ ان کے حق میں ضرور پورا ہوتا اور بے بسی و بے چارگی اور ذلت و رسوائی کی انتہا ان کا مقدر نہ بنتی۔ اس کے باوجود ہم اہلِ پاکستان کو قومی اور بین الاقوامی معرضی صورتِ احوال میں مایوس ہونے اور

قومی خودکشی کی باتیں کرکر کے ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے شخصی اور قومی کردار کو درست کرنے کی مساعی کے ساتھ ساتھ ہم موجودہ دَور کے جدید تقاضوں اور ان کی عملی باریکیوں کے ادراک سے یکسر بے بہرہ ملائیت سے بہرطور پیچھا چھڑا کر قائدِ اعظم کے بتائے ہوئے سیاسی اور قومی اتحاد کے راستے کی طرف واپس لوٹیں۔ سب سے اول اور سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ہم اسلامی احکام کی روح کے عین مطابق فرقہ وارانہ، لسانی اور علاقائی تفریق کی لعنت اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی باہمی نفرت سے چھٹکارا حاصل کرکے بنیان مرصوص کی طرح ایک متحد و مربوط اور مضبوط و مستحکم قوم بنیں۔ ملائیت کو اپنے اوپر مسلط کرکے ہم دیکھ چکے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں تشتُّت و افتراق اور ذِلت و رسوائی کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر اتنی بڑی ہزیمت اور خِفّت اٹھانے کے بعد قوم کی آنکھیں کھل جانی چاہیئں اور قائدِ اعظم کے بتائے ہوئے راستہ کی طرف واپس لوٹنے میں پس وپیش سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اس وقت ہم سب کا بحیثیت پاکستانی اولین فرض یہ ہے کہ ہم مذہبی اختلافات کو مذہب کے دائرے تک محدود کرکے انہیں سیاسی اور وسیع تر قومی اتحاد میں حائل نہ ہونے دیں اور قومی اتحاد کے دشمنوں کی مخالفانہ آوازوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے قائدِ اعظم کے اس اصول کو مضبوطی سے پکڑ لیں کہ جو بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور سمجھتا ہے وہ حکومت کی نگاہ میں مسلمان ہی شمار ہوگا اور کسی بھی امتیاز کے بغیر تمام دیگر باشندگان ملک کی طرح مساوی اور ہر لحاظ سے یکساں حقوق کا مستحق ٹھہرے گا۔ نیز یہ کہ مذہبی جماعتیں اپنی سرگرمیوں کو افراد کی اخلاقی اصلاح، دینی فرائض کی ادائیگی اور ان کی رُوحانی ترقی کے لیے وقف رکھیں اور سیاست یا کاروبارِ مملکت میں دخل دے کر قوم میں افتراق کا بیج بونے سے باز رہیں۔ جداگانہ طریقِ انتخاب کو ہمیشہ کے لیے خیرآباد کہہ کے مخلوط طریقِ انتخاب کو اپنایا جائے اور اس طرح بلا تفریقِ مذہب و ملّت تمام باشندگانِ ملک کو قومی تعمیر ترقی میں بھرپور حصہ لینے کے یکساں مواقع مہیا کیے جائیں اور کسی بھی شعبہ میں ترقی کرنے سے متعلق کسی شہری کی راہ میں مذہب کے نام پر کوئی روک نہ ڈالی جائے تاکہ قوم ہر شہری کی خداداد صلاحیتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکے۔

آج دنیا میں ایک آزاد خودمختار قوم کی حیثیت سے پنپنے اور ترقی کرنے کی یہی راہیں ہیں اور قائدِ اعظم نے ہمیں انہی راہوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی تھی۔

قائدِ اعظم موجودہ ترقی یافتہ دَور کے جدید تقاضوں کا بھرپور ادراک رکھتے تھے اور ان تقاضوں کی عملی باریکیوں اور ان کے ممکنہ بین الاقوامی اثرات اور ان کے عملی نتائج و عواقب سے پوری طرح آگاہ تھے اور معروضی حالات میں دائرہ کار کی حدود و قیود پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ انہوں نے ہم اہلِ پاکستان کے لیے ترقی کی جو راہیں متعین کی تھیں ان پر چلنے سے ہی ہم دنیا میں ترقی کرکے اقوامِ عالم میں باعزت مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ ان راہوں کی طرف واپس لوٹنے کی دیر ہے کہ مایوسی کے بادل چھٹ جائیں گے اور قومی خودکشی کے فاسد خیالات دماغوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گے۔ تعمیر و ترقی کے امکانات روشن ہونے سے منزلِ مراد قریب آنے لگے گی اور "شادباد" کے حقیقی ترانے دماغوں میں گونجنے لگیں گے ———— ✤

پیغامِ عید

عیدِ قرباں کا ہے پیغام کہ جاں وقف کرو
اپنے اَوصافِ قلم اور زباں وقف کرو
سعیٔ مشکور میں آئے نہ کم و بیش کی بات
راہِ مَولا میں ہر اک سُود و زیاں وقف کرو
جاؤ دنیا کے کناروں پہ اگر جانا پڑے
دینِ حق کے لئے منزل کے نشاں وقف کرو
نامناسب تو نہیں راحت و آرام مگر
ہر مصیبت کیلئے امن و اماں وقف کرو
پھول کانٹے کی یہاں پر کوئی تفریق نہیں
باغ میں موسمِ گل ہو کہ خزاں وقف کرو
دین ہے یوں تو خدا کی، کہ مِلے عمر دراز
تم جوانی میں مگر خونِ جواں وقف کرو
لوگ آنکھوں میں لئے پھرتے ہیں تاروں کی ہوس
رہگذر کے لئے تم کاہکشاں وقف کرو
نغمۂ نَے سے ہے سرمست زمانے کی فضا
اس زمانے کے لئے آہ و فغاں وقف کرو
ہم نے مانا کہ کچھ آساں نہیں وقف نسیمؔ
عیدِ قرباں ہے تو پھر سارا جہاں وقف کرو

نسیم سیفی

قارئین اخبارِ احمدیّہ کو عیدِ مبارک

دُکانداروں اور ایشین احباب کیلئے

خوشخبری

گروس گیراؤ میں

ایشین شاپ والوں کی جانب سے اشیاء خورد و نوش

تھوک و پرچون کی خریداری کا دوسرا بڑا مرکز

چوہدری ایشین سٹور

ہمارے ہاں سے

چاول | آٹا | دالیں | مصالحہ جات | اچار | تازہ سبزیاں

مناسب قیمت پر دستیاب ہیں اس کے علاوہ

شیزان کی مصنوعات بند پیکنگ میں جرمنی کی منڈی سے بارعایت خرید فرمائیں

آپ کو پارکنگ کی قطعی طور پر دشواری نہیں ہوگی اس لئے کہ سٹور کی اپنی ذاتی پارکنگ بھی ہے

تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

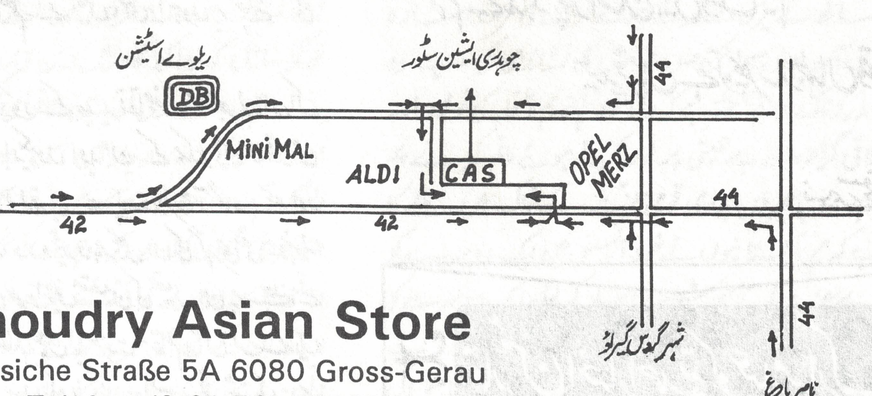

Choudry Asian Store

Schlesiche Straße 5A 6080 Gross-Gerau

Telefon: (0 61 52) 58603

خصوصیاتِ اسلام

حضرت علامہ میر محمد اسحاق صاحب فاضل رضؓ

ایک غیر مسلم ہم سے سوال کرسکتا ہے کہ تم نے اسلام کو کیوں قبول کیا حالانکہ اسلام کے سوا اور بہت سے مذاہب تمہارے سامنے موجود تھے۔ تم نے اسلام میں کیا خوبی دیکھی جو اور مذاہب میں نہیں۔ اسلام کا وہ کونسا جمال مشاہدہ کیا جو اور کسی مذہب کو نصیب نہیں۔ اس سوال کا جواب ہر مسلمان کے ذمہ ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ سائل کی تشفی و تسلّی کرے اور اسے بتادے کہ واقعہ میں اسلام میں ایسی خوبیاں ہیں جو اور مذاہب میں نہیں اور انہیں خوبیوں نے ہمیں گرویدہ کر لیا اور اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ ہم اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر کسی اور مذہب کی طرف توجہ بھی نہ کریں۔ مَیں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی سمجھ کے مطابق اسلام کی کچھ خصوصیات پیش کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

پہلی خصوصیّت

قانونِ قدرت خدا کا فعل ہے اور الہامی کتاب اس کا قول اس لئے نہایت ضروری ہے کہ خدا کے قول اور فعل میں مطابقت ہو۔ اور ایک کتاب تبھی الہامی کتاب سمجھی جائے گی جب کہ وہ خدا تعالیٰ کے فعل یعنی قانون قدرت اور نظام عالم کے مطابق ہو۔ اگر ایک کتاب جس کا دعویٰ ہو کہ وہ خدا کا قول ہے اللہ تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہوگی تو سمجھا جائے گا کہ وہ خدا قول نہیں۔ اس اصول کے پیش کرنے کے بعد مَیں ناظرین کی خدمت عرض کرتا ہوں کہ اسلام کی پہلی خصوصیت یہی ہے کہ وہ اس معیار پر پورا اُترتا ہے لیکن دُنیا کا اور کوئی مذہب اور کوئی الہامی کتاب اس معیار کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ سب سے پہلے آریوں کو لو ان کا مذہب ہے کہ وید مقدس ہمیشہ آریہ ورت میں نازل ہؤا ہے اور وید کے ملہم ہمیشہ ہندوستانیوں میں سے ہی چُنے جاتے رہے ہیں اور الہامی کتاب ہونے کا فخر ازل سے سنسکرت کے حصہ میں آیا ہے اور خدا تعالیٰ کی روحانی ربوبیت صرف آریہ ورت والوں ہی کی قسمت میں ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے ہندوستان کے سوا کبھی کسی ملک میں کوئی نبی نہیں مبعوث فرمایا اور نہ ہندوستان کے باہر کسی کو کبھی الہام ہؤا اور نہ یہ فخر کسی اور زبان کو حاصل ہؤا۔ اب دیکھو کہ یہ مذہب کس طرح خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ وہ خدا جو تمام دنیا کی جسمانی ربوبیت کر رہا ہے اور جس نے تمام دُنیا کے لئے ہوا، پانی، اناج، غلے، میوے، پھل، پھول، ترکاریاں وغیرہ یکساں مہیا کئے اور جس کا فعل ثابت کر رہا ہے کہ وہ تمام دنیا کا ربّ ہے اس کا قول یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میری روحانی تربیت جو جسمانی ربوبیت سے بھی ضروری ہے صرف آریہ ورت کے لئے مخصوص ہے، ہرگز نہیں۔ اور یہاں چونکہ قول اور فعل میں اختلاف ہے اس سے معلوم ہؤا کہ یہ قول خدا تعالیٰ کا نہیں اور یہ تنگ دلی ربّ العالمین کی شان کے شایاں نہیں، اس کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کو لو۔ وہ بھی اسی بات پر متفق ہیں کہ آدمؑ سے لے کر مسیحؑ تک صرف ایک ہی نسل میں الہام ہوتا رہا اور ایک ہی سلسلہ نبیوں کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اور تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف ملک شام ہی کو خدا تعالیٰ نے نبوت اور رسالت کے لئے چُن لیا اور بنی اسرائیل کے گھرانے میں سب فیوض آگئے اور غیروں کے لئے قربِ الٰہی کا کوئی موقعہ نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے رحم کی نظر صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔ اور تو اور خود مسیحؑ نے بھی یہی ظاہر کیا اور جب ایک غیر اسرائیلی عورت ہدایت کی طلبگار ہو کر مسیحؑ کے پاس آئی تو مسیحؑ نے اُسے یہ کہا کہ سؤروں کے آگے اپنے موتی پھینکنے جائز نہیں اور بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کو جمع کرنے مَیں نہیں آیا۔ علاوہ ازیں توریت اور انجیل میں کہیں نہیں آیا کہ غیر قوموں میں نبی آئے ہیں اور بنی اسرائیل کے سوا اور لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرماتا ہے۔ سو یہ دونوں مذہب بھی خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق نہیں اس لئے ہم نے انہیں قبول نہ کیا۔ اس کے بعد اسلام کا نمبر ہے اس کو لو اور اس کی الہامی کتاب قرآن کو پڑھو اس میں جابجا لکھا ہے کہ الہام صرف مُلک عرب میں مختص نہیں اور نہ نبوت صرف قریش کے خاندان تک محدود ہے بلکہ صاف صاف فرما دیا

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔

یعنی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا کے نبی نہ آئے ہوں۔ پھر اِسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے متبعین کو کھول کر کہہ دیا کہ تم دین و دُنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک تم تمام ان کتابوں اور الہاموں کے مصدّق نہ ہوگے جو وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پھر اس حکم کے بعد خاص رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ارشاد ہوتا ہے۔

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔ یعنی اے رسولؐ تو تمام اُن لوگوں کی پیروی کر جو تجھ سے پہلے مختلف قوموں میں مبعوث کئے گئے۔ پھر یہ بات زبانی جمع خرچ تک محدود نہیں رکھی بلکہ فرمایا فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی چونکہ ہم تمام دنیا کی الہامی کتابوں کے مصدق ہیں اس لئے ہم اپنی کتاب قرآن مجید میں ان تمام کتابوں کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ پھر علاوہ ازیں جابجا قرآن مجید کا نام مصدّق رکھا ہے یعنی اپنے سے پہلے الہامی کلاموں کی تصدیق کرنے والا۔ اس کے بعد ایک

احتمال تھا کہ کوئی مسلمان کہتا کہ اور قوموں میں نبی تو بیشک ہوئے لیکن ہمیں اُن کا ماننا ضروری نہیں۔ ہم اپنی قوم کے نبیوں کو مانتے ہیں۔ یا یہ کہتا کہ ہماری قوم کے نبیوں کی ایک خاص خصوصیّت ہے اس لئے اس احتمال کو بھی دور کر دیا اور فرمایا لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ یعنی مسلمانوں پر جس طرح اپنے نبی کا ماننا فرض ہے اُسی طرح دوسری قوموں کے رسولوں کا تسلیم کرنا بھی فرض ہے۔ پھر اس احتمال کا بالکل قلع قمع کرنے کے لئے رسول کریمؐ کے منہ سے کہلوا دیا۔ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ یعنی میں اور رسولوں جیسا رسول ہوں اور انہیں معیاروں پر آیا ہوں جن پر مجھ سے پہلے رسول آئے۔

پھر اس روحانی تربیت کے دروازے کو ایسا کشادہ کیا کہ فرمایا:۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ یعنی خدا کی نظر میں وہی مومن مقبول ہے جو رسول کریمؐ پر ایمان لاوے اور آپؐ سے پہلے تمام نبیوں کی تصدیق کرے اور پھر الہام الٰہی کو صرف رسول کریمؐ تک محدود نہ سمجھے بلکہ تمام الہاموں پر ایمان لاوے جو آپؐ کے بعد راستبازوں اور صادقوں کو ہوتے رہیں۔ پھر صرف قولی تصدیق نہیں بلکہ فرمایا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی ایسے صادقوں کا دامن پکڑ لینا اور ان کی اتباع کرنا۔

پھر سورۃ فاتحہ میں ہمیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا سکھائی کہ تم یہ نہ سمجھو کہ خدا تعالےٰ کی روحانی تربیت کسی خاص قوم تک محدود ہے یا کسی خاص زمانہ سے مخصوص بلکہ اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کُھلا ہے اور جس طرح جسمانی ربوبیت میں اس کا تعلق کسی خاص قوم یا خاص ملک یا خاص زمانہ سے نہیں اسی طرح روحانی تربیت بھی کسی خاص قوم یا ملک یا زمانہ سے مختص نہیں بلکہ وہ عام ہے۔ تم بھی دعا مانگو تم پر بھی یہ دروازہ کھولا جاویگا اور تم بھی اس کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کئے جاؤ گے۔

پھر فرمایا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ یعنی تم میرے حضور ہمیشہ دعا مانگتے رہا کرو کہ الٰہی ہم یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ٹھوکر نہ کھادیں کہ تیری روحانی تربیت کو کسی خاص قوم اور ملک اور زمانہ تک محدود کریں۔ غرض اس معیار کے لحاظ سے کہ خدا کے فعل اور قول میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ اسلام کے سوا کوئی مذہب خدا کی طرف سے ثابت نہیں ہوتا اور اسلام کی یہ پہلی خصوصیّت ہے جو ہم اس شخص کے سامنے پیش کرتے ہیں جو ہم سے یہ سوال کرتا ہے کہ تم نے اسلام کو دیگر مذاہب پر کیوں ترجیح دی۔

دوسری خصوصیّت

مذہب ایک باغ ہے جسے خدا تعالیٰ دنیا میں قائم کرتا ہے اس کی آبپاشی کے لئے انبیاء بھیجے جاتے ہیں اور اس کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے کلام الٰہی کا پانی اُتارا جاتا ہے۔ اور جس طرح ایک باغ مالی کے بغیر برباد ہو جاتا ہے اور پانی کے بغیر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے اسی طرح انبیاء اور کلامِ الٰہی کے بغیر کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اسے میسّر نہ ہو تب بھی وہ مرجھا جائے گا اور پھل دینے کے قابل نہیں رہے گا اس لئے کسی مذہب کو زندہ رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی مالی اس کی خدمت کے لئے رکھا جائے اور پانی کی بجائے کلام الٰہی کا نزول ہو۔ اب ہم اس اصول کو پیش کرتے ہوئے دنیا کے مذاہب پر نظر کرتے ہیں تو سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اس معیار پر پرکھا جا کر زندہ مذہب اور سرسبز باغ ثابت نہیں ہوتا۔ دیکھو آریہ مذہب کو لو، اسے بقول آریوں کے ابتداء میں قائم کیا گیا اور چار رشی اس کے مالی مقرر ہوئے اور کلام الٰہی یعنی وید آبپاشی کے لئے اُتارا گیا اور اس طرح آریہ ورت میں ایک روحانی باغ لگایا گیا۔ لیکن تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ چاروں مالی ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے اور باغ کا کوئی نگران نہ رہا۔ پانی تو بیشک موجود تھا لیکن آپ جانتے ہیں کہ مالی کے بغیر پانی کیا فائدہ دے سکتا ہے؟ کیا ایک تلوار واقف کار سپاہی کے بغیر اپنے جوہر دکھا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح صرف پانی باغ کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ کوئی مالی نہ ہو جو پانی کو موقعہ پر استعمال کرے، خس و خاشاک کو دور کرے، روشوں کی اصلاح کرے، سڑکوں کو سیدھا اور ہموار کرے اور تباہ کرنیوالے جانوروں اور اُجاڑ دینے والے پرندوں کو دفع کرے لیکن آریہ ورتی قدیمی باغ مالیوں سے خالی ہو گیا، اس کا کوئی نگران نہ رہا اور چار رشیوں کے بعد کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہؤا جس نے کہا ہو کہ مجھے اس باغ کی نگرانی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ غرض آریہ ورت میں ایک باغ تو لگایا گیا اور ابتداء ابتداء میں ایک چھوڑ چار مالی اس کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے لیکن نہ معلوم بعد میں مالک نے کیا بات دیکھی کہ باغ کی طرف سے توجہ ہٹالی اور مالی بھیجنے اور نگران مقرر کرنے چھوڑ دیئے اور اس لئے وہ باغ خشک ہو گیا۔ اس کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کو لو، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند خدا نے موسیٰؑ کے ذریعہ ایک شریعت کی بنیاد ڈالی اور موسیٰؑ کو نئے باغ کا مالی مقرر کیا اور آبپاشی کے لئے تورات نازل کی اور جب تک موسیٰؑ زندہ رہا اس باغ کی حفاظت کرتا رہا لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو مہربان مالک نے اس باغ کی حفاظت کا کام حضرت یوشع بن نون کے سپرد کیا۔ جو زندگی بھر اس باغ کے کام میں مشغول رہے اور جب ان کی وفات ہوئی تو مالک نے اپنے باغ کے لئے اور مالی تجویز کئے اور اس طرح چودہ سَو برس تک پے در پے یکے بعد دیگرے مالی مقرر ہوتے گئے اور باغ سال بسال اپنے پھل لاتا رہا یہاں تک کہ مسیحؑ سا عظیم الشان شخص اس کا مالی مقرر ہؤا اور اس کی حفاظت اور درستی پر لگایا گیا لیکن شریروں نے اس کی قدر نہ کی اور بدبختوں نے پکڑ کر اسے صلیب پر لٹکا دیا اور اس طرح اس عظیم الشان مالی کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر افسوس کہ پھر مالک نے اس باغ سے اپنی توجہ ہٹالی اور مسیحؑ کے بعد کوئی مالی اپنی طرف سے مقرر نہ کیا اور اس طرح باغ خشک ہو کر ایندھن بننے کے قابل بن گیا اور پھل دینے سے بند ہو گیا اور اسی لئے ہم اس باغ میں سَیر کے لئے نہیں جاتے۔ اب ان کے بعد اسلام کی باری ہے، وہ بھی اس رحیم کریم کے ہاتھ کا لگایا ہؤا باغ ہے اور اس کی ذاتِ بابرکات کا قائم کیا ہؤا چمن ہے۔ مالک نے محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سا مالی اس پر مقرر کیا اور صاف صاف فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنی یہ باغ پہلے باغوں کی طرح فنا نہیں ہو گا بلکہ ہمیشہ محفوظ اور مصئون رہے گا سو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی عینِ حیات میں اس باغ کو ایسا آراستہ کیا کہ باید و شائد اور اسے اِس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے سے پہلے باغوں کی نسبت دگنا پھل دینے لگا۔ اور جب اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کے سرٹیفکیٹ نے ثابت کر دیا کہ مالی اپنا کام کر چکا تو وہ اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف بُلایا گیا لیکن وہ باغ کو خالی نہیں چھوڑ گیا بلکہ تمام کام اپنے شاگرد رشید صدیق اکبرؓ کو سونپ گیا اور اس طرح باغ تباہی سے بچ گیا۔ اور پھر ہمیشہ کیلئے بندوبست کرتا ہؤا فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ یعنی باغ کا مالک ہر صدی کے سر پر اسلامی

باغ میں ایک عظیم الشان مالی مقرر کریگا جو سو برس تک کے لئے باغ کو خوب آراستہ و پیراستہ کردے گا اور باغ ہمیشہ کے لئے تازہ بتازہ میوے دے گا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ نور میں فرماتا ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ یعنی میں ہمیشہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس باغ کو سرسبز رکھنے کے لئے بڑے بڑے ماہر اور باغبانی کے فن سے واقف آدمی اپنی طرف سے بھیجا کروں گا جو اس باغ کے خدمتگذار ہوں گے اور اس کو تباہی سے بچائیں گے۔ چنانچہ واقعات ہمیں بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کیا۔ دیکھو رسول کریمؐ کی وفات کے وقت قریب تھا کہ مسیلمہ کذاب کا لشکر باغ کو اجاڑ دیتا اور مرتدین کا گروہ اس کو تباہ کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے باغ کو ہلاکت سے بچا لیا۔ پھر ابوبکرؓ کے بعد قیصر و کسریٰ سے عظیم الشان بادشاہ باغ پر چڑھ کر آئے اور اُن کی شوکت اور جاہ و جلال نے اسے ویران کر دینا چاہا لیکن باغ کے مالک نے توجہ کی اور عمرؓ جیسے مالی کے ذریعہ دونوں عظیم الشان سلطنتوں کو خاک میں ملا دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کے عہد میں باغ نے اتنے پھل دیئے کہ وہ افریقہ کے دور دراز علاقوں تک بھیجے گئے۔ اسی طرح جب رسول کریمؐ کے قریباً سب کے سب اصحابؓ اِس دنیا سے کُوچ کر گئے اور آپؐ کے اقوال وارشادات کا ایک حصّہ دنیا سے گم ہونے لگا اور اس طرح باغ کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہؤا تو مالک نے امام مالکؒ کو بھیجا جنہوں نے باغ کے اس حصّہ کی حفاظت کی اور بعد میں پے درپے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ جیسے ماہرینِ فن باغ کے اس حصّہ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور جب فلسفہ و منطق نے باغ کو اجاڑنا چاہا تو غزالیؒ اور ابن تیمیہؒ مالی بن کر آئے اور دشمنوں کے حملوں کو روک کر باغ کو تباہی سے بچا لیا اور جب جسمانیت نے غلبہ حاصل کیا اور ظاہری اعمال پر کفایت کی گئی اور مغز کو چھوڑ کر چھلکوں کو اختیار کیا گیا اور اس رنگ میں باغ کو صدمہ پہنچنے کا ڈر ہؤا تو مالک نے حسن بصریؒ، جنید بغدادیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ابن عربیؒ ہسپانوی کی جماعت مقرر کی جس نے تصوّف کی تلوار سے دشمنوں کا قلع قمع کیا اور اس طرح پر باغ کو بچانے والی ہوئی۔ پھر ایک وقت وحدت وجود کے مسئلہ نے باغ کے پودوں کو اکھیڑنا شروع کیا اور شیعیت نے باغ کو بدنما کرنا چاہا تو احمد سرہندیؒ سا جوانمرد مالی بن کر آیا اور دونوں حملوں کو روک کر باغ کا محافظ ہؤا پھر جب حدیث کا چرچا جاتا رہا اور لوگ اپنے پیشواؤں کی باتوں کو رسولؐ کے کلام پر فوقیت دینے لگے اور تقلید ہندوستان سے سر اُٹھا کر باغ پر حملہ آور ہوئی تو شاہ ولی اللہ سپہ سالار بن کر دشمنوں کی ہلاکت کا باعث ہؤا اور آج ہندوستان میں اگر تقلید کا زور کم ہؤا تو وہ شاہ صاحب ہی کی کوشش کا پھل ہے پھر آج ایک زمانہ آیا باغ پر اندر باہر دونوں طرف سے حملہ شروع ہؤا۔ پادری انجیلیں بغل میں دبائے ہوئے تمام دنیا سے اُمڈے چلے آئے۔ آریہ لوگ دیانند کی سرکردگی میں باغ پر حملہ آور ہوئے، اندر سے تمام فرقے عملاً اور اعتقاداً باغ کے بیخکن ثابت ہوئے اور باغ پر ایسی مصیبت کا دن آیا کہ جب سے وہ لگایا گیا تھا ایسا دن کبھی اس پر نہیں آیا تھا لیکن باغ کا مالک غافل نہ تھا اُس نے چُن کر ایک جَرِيُّ اللّٰهِ فِي حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ کو بھیجا جس نے آکر تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور جس جس طریق سے انہوں نے حملہ کیا انہیں راہوں سے اس نے انہیں شکست دی اندر سے بھی دشمنوں کو نکال دیا اور باہر سے بھگا دیا۔ ایک طرف صلیب توڑی تو دوسری طرف خنزیروں کو قتل کیا۔ کبھی ثریا تک پہنچا اور ایمان واپس لایا کبھی دشمنوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ غرض اُس نے اپنے آنے سے ثابت کر دیا کہ یہ باغ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہؤا ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِسے ہمیشہ کے لئے سرسبز اور تر و تازہ رکھے اور قیامت تک وہ ہر خطرہ کے وقت اپنے سپاہی بھیجے گا اور اس طرح وہ باغ دشمنوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے گا۔ غرض اسلام کی دوسری خصوصیّت یہ ہے کہ اور مذاہب میں خدا تعالیٰ کے مامور ایک وقت تک آئے لیکن بعد میں ان کا سلسلہ موقوف ہو گیا اور اس طرح وہ مذاہب زندہ نہ رہے مگر اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ یہ وہ خصوصیّت ہے جو اور مذاہب کو حاصل نہیں۔ کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ چار رشیوں کے بعد بھی ایسے لوگ دنیا میں پیدا ہوئے جن سے خدا ہمکلام ہؤا اور اپنی تازہ بتازہ وحی کے ساتھ مامور کر کے دُنیا میں انہیں بھیجا اور اپنے باغ کا محافظ بنایا؟ اس طرح کیا کوئی یہودی تسلیم کرے گا کہ ملاکی نبی کے بعد ان میں پھر کوئی نبی ہؤا اور کیا کوئی عیسائی عقیدہ رکھتا ہے کہ مسیحؑ اور اس کے رسولوں کے بعد بھی کوئی شخص نبوّت کے منصب پر کھڑا ہو کر اور الہام پا کر عیسوی باغ کا محافظ مقرر ہؤا؟ ہرگز نہیں۔ لیکن اسلام ہاں اسلام میں یہ خصوصیّت ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے رہیں گے جو خدا سے ہمکلام ہو کر اور خدا کا حکم پا کر اسلامی باغ کی محافظت کے لئے کھڑے ہوئے۔ کیا اس خصوصیّت میں کوئی مذہب بھی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ الحمد لِلّٰہ ثم الحمد لِلّٰہ۔

ہمّت کرو اور بڑھتے چلے جاؤ

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

"....سُستیاں بہت ہو چکیں اب وقت ہے تم میں سے چھوٹا بڑا، بے پڑھا اور عالم سب خدمتِ دین کے لئے کھڑے ہو جائیں تم میں جاہل کوئی نہیں بے پڑھے لکھے ہونا جہالت نہیں... جاہل وہ ہے جس کو خدا کی معرفت نہ ہو... پس تمہیں عرفان حاصل ہے تمہیں خدا کی طرف سے ایک دولت ملی ہے اور تمہیں قوّت اور ہتھیار دیا گیا ہے۔

...پس ہمت کرو اور بڑھتے چلے جاؤ اور دنیا کے کناروں تک جا کر خدا کے نام کو پھیلا دو اس راستہ میں تمہیں جو بھی قُربانی کرنی پڑے اس سے مت گھبراؤ اور نہ رُکو اگر تمہیں اس راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کرنی پڑے تو کرو اور صرف ایک مقصد لے کر کھڑے ہو جاؤ اور اس عرفان کے خزانے کو دُنیا میں پہنچاؤ"

خطبات عیدین حضرت مصلح موعودؓ صد۲۰۹-۲۱۱

"میں خوشخبری دیتا ہوں کہ آئندہ خلافت کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعتِ احمدیہ بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ اب کوئی بدخواہ خلافت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

درِ محمود

قربانی

"درِمحمود" عنوان کے تحت ہم قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریرات و خطبات سے منتخب شدہ ایسے اقوال و ارشادات سلسلہ وار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جن کا تعلق براہ راست انسان کی روحانی ترقی اور قوموں کی اصلاح کے ساتھ ہے ——— (ادارہ)

مرتبہ: مکرم زاھد ملک صاحب

جو خدا کی قربانی کا بکرا بن جائے۔ کسی انسان کی طاقت ہے کہ اُس پر چھری چلا سکے۔

خطبات محمودؓ جلد اول ص۱۳۵

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ادنیٰ صداقت کے لئے میرے جیسے کروڑوں وجود بے دھڑک قربان کئے جا سکتے ہیں۔

خطبات محمودؓ جلد سوم ص۳۴۶

محض قربانیاں کرنا کوئی فخر اور عزت کی بات نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کا کسی قربانی کو قبول کر لینا فخر اور عزت ہے۔

خطبات محمودؓ جلد دوم ص۵۸

جو شخص خدا کے لئے مرتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔

الفضل ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۳ء

اسلام جس طرف بلاتا ہے وہ وقتی جوش کا کام نہیں بلکہ موت تک انسان کو قربانی کرنے کے لئے بلاتا ہے۔

خطبات جمعہ جلد اول ص۴۲۱

ابراہیمؑ جو ایک فانی وجود تھا اس نے اپنی محدود زندگی کو خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیا اور خدا تعالیٰ جو غیر فانی ہے اس نے اپنی ابدی ہستی کو ابراہیمؑ کے اعزاز کے لئے مقرر فرما دیا۔ اور جو شخص ابراہیمؑ کے نقش قدم پر چلے گا۔ خدا تعالیٰ اس سے بھی یہی معاملہ کرے گا۔ اور اسے کبھی نہیں چھوڑے گا۔

خطبات محمودؓ جلد اول ص۲۵۵

جب کوئی قوم، قوم بنے گی تو اس وقت یہ تو ممکن ہو گا کہ افراد مریں اور قوم زندہ رہے۔ مگر یہ ممکن نہیں ہو گا کہ قوم مر جائے اور افراد زندہ رہیں۔ اس لئے عقلمند لوگ اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری موت میں ہماری قوم کی حیات ہے۔

خطبات محمودؓ جلد اول ص۱۹۵

جب کبھی قومی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ افراد بہانے بنانے لگ جاتے ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قومی عبادات کے متعلق فردی تکلیفوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔

خطبات محمودؓ جلد اول ص۱۹۸

جب تک تمام کی تمام قوم اپنے لئے موت قبول نہ کرے اس کے لئے عید نہیں آسکتی۔

خطبات محمودؓ جلد اول ص۲۷۲

جب تک اس بات میں خوشی محسوس نہ ہو کہ اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

منہاج الطالبین ص۱۸

جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ رُوح پیدا ہو جائے کہ اپنی قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لئے جان دے دینا بالکل آسان سمجھنے لگیں اس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی۔ جس چیز کو مارا جاتا ہے وہ جسم ہے۔ مگر جس شخص کی رُوح ایک خاص مقصد لے کر کھڑی ہو جائے اُس روح کو کوئی فنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلکہ ایسی قوم کا اگر ایک شخص مرے تو اس کی جگہ دس پیدا ہو جاتے ہیں۔

مشعلِ راہ ص۱۰۶ بحوالہ الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء

اسلام کا اصل الاصول قربانی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل کو قربان کر کے آئندہ نسلوں کے لئے ترقیات اور وصول الی اللہ کی سنّت قائم کر دی اور کمال فرمانبرداری کا نمونہ دکھا کر اپنا مذہب کھول کر بتا دیا۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان جب تک خدا کے لئے اپنے اوپر موت وارد نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قسم کی ذلت اور رسوائی کو اپنے اوپر لینے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا اور مشکلات اور مصائب کے خار دار کوہ و دشت میں نہیں پھینکا جاتا۔ اور دُنیا سے بالکل منقطع ہو کر کاٹا نہیں جاتا اس وقت تک قبول بھی نہیں کیا جاتا۔

خطبات محمودؓ جلد دوم ص۶۴

قربانی کے معنے ہیں کہ انسان ایک مُردہ کی طرح ہو جائے۔ جو بدست زندہ ہو وہ اسے جدھر چاہے پھیر دے اور جہاں چاہے رکھ دے۔ نہ کوئی اس کی خواہش ہو۔ اور نہ اس کا اپنا کوئی جذبہ ہو۔ وہ اپنے ارادے اور نیّت کو بالکل کھو چکا ہو۔ ایسا مُردہ انسان بلکہ بے حس و حرکت پتھر بھی لاکھ درجہ بہتر ہے اس انسان سے جو اپنے ظاہری اعمال سے اپنے اسلام و فرمانبرداری کا دعویٰ کرے مگر امتحان کے وقت جھوٹا ثابت ہو۔ اور اباء و استکبار کرے۔

خطبات محمودؓ جلد دوم ص۶۶

آج پھر میں وقف زندگی کی عام تحریک کرتا ہوں ۔۔۔۔ بچی کھچی چیز سے ہماری ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ جو کام ہم نے کرنا ہے۔ اس کے لئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی بھی تھوڑے ہیں۔ اور ہمیں اسلام کی اشاعت کے لئے انہیں اسی طرح قربان کرنا پڑے گا۔ جس طرح دانے بھوننے والا بھڑ بھونجا اپنی بھٹی میں پتے ڈالتا ہے ۔۔۔۔ چونکہ پتوں کی گرمی کم ہوتی ہے اور جلدی جلدی جل جاتے ہیں اس لئے بار بار ان کے ڈالنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ پس جس طرح بھڑ بھونجا اپنی بھٹی میں پتے ڈالتا ہے اسی طرح ہمیں بھی اپنے آدمی دین کی بھٹی میں ڈالنے ہوں گے تب کہیں اسلام کامیاب ہوگا۔

الفضل ۳۰ ر جون ۱۹۶۱ء

اپنے آپ کو خدا سے دُور کر کے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے اپنی زندگیوں کو صرف کر کے ایک بے معنی اور لغو وجود مت بناؤ کیونکہ دائمی زندگی ہی اصل زندگی ہے اور وہ چیز جو آئی اور ختم ہوگئی۔ محض ایک حیوانی زندگی کا مظاہرہ ہے جس طرح کتے کے مرنے سے دنیا میں کوئی تغیّر نہیں ہوتا اسی طرح اس انسان کے مرنے سے بھی کوئی تغیّر نہیں ہوتا جس کی زندگی ابراہیمؑ کی طرح خدا کے نور کے گرد پروانہ وار چکر نہیں لگا رہی ہوتی۔

خطباتِ محمودؓ جلد دوم صہ ۲۰۶

باتوں کا زمانہ گزر گیا۔ اور اب باتوں کا زمانہ نہیں۔ بلکہ عمل کرنے کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اب دیکھنا چاہتا ہے کہ ان بڑے بڑے دعوں کے بعد تم کتنے قطرے خونِ دل کے اس کے حضور میں پیش کرتے ہو۔ دنیا کے بادشاہ موتیوں اور ہیروں کی نذریں قبول کرتے ہیں۔ مگر زمین و آسمان کا مالک اور سب بادشاہوں کا بادشاہ دیکھتا ہے کہ کتنے قطرے خونِ دل کے کوئی شخص ہمارے حضور پیش کرتا ہے۔ ہمارے خدا کے دربار میں ہیروں اور موتیوں کی بجائے خونِ دل کے قطرے قبول کئے جاتے ہیں۔ دُنیا کی قومیں تو اسی زندگی کو ہی اپنا مقصود قرار دیتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کا اس بات پر یقین ہوتا ہے۔ کہ ان کی حقیقی اور نہ مٹنے والی زندگی اگلے جہان سے شروع ہوگی۔ اس لئے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔

مشعلِ راہ صہ ۵۵ بحوالہ الفضل ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

اسلام پر اس وقت جو نازک دور آیا ہے وہ ایسا نہیں کہ مرد اور عورت کی قربانی کے بغیر اس میں سے گزرا جا سکے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہر مرد اور عورت یہ سمجھ لے کہ اُس کی زندگی اپنی نہیں بلکہ اس کی زندگی کی ایک ایک گھڑی اسلام کے لئے وقف ہے۔ اور اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ زندہ رہ کر اگر ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑے تو اس سے ہزار درجہ بہتر یہ ہے کہ وہ اسلام کی خاطر لڑتا ہؤا مارا جائے۔

الازھار لذوات الخمار حصہ دوم صہ ۲۷

تمہارے ناک رگڑے جائیں تمہاری آنکھیں روتے روتے اندھی ہو جائیں مگر جب تک کہ دین کے لئے سچی قربانی کر کے تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عید نہیں لاؤ گے تمہیں کبھی عید نصیب نہیں ہو گی اور کبھی نصیب نہیں ہوگی۔ لیکن اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عید لاؤ گے تو تم ایک عید لاؤ گے تو خدا تمہارے لئے سو عیدیں لائے گا۔ اور تمہارے گھروں کو بھر دے گا۔ کیونکہ ہمارا خدا غیور خدا ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا رسول تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا دین تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا مسیح تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ بلکہ وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا خلیفہ تمہارے احسان کے نیچے رہے۔

خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صہ ۳۰۸

پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جو خدا کے لئے قربان ہوتا ہے وہ مسِ خام بھی ہوتا ہے تو کُندن ہو کر نکلتا۔ بکرا ذبح ہوتا ہے تو انسان اس کو کھاتے ہیں اور اس طرح اس کی قربانی ضائع نہیں جاتی بلکہ انسانوں کے جسم کا جزو بن جاتا ہے۔ اسی طرح ہزاروں چیزوں کو انسان کے لئے قربان ہونا پڑتا ہے اور انسان کو خدا کے لئے قربان ہونا پڑتا ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کا محبوب ہو جاتا ہے

خطباتِ محمودؓ جلد دوم صہ ۴۴-۴۵

آج کے دن (عید الاضحیہ ۔ ناقل) درحقیقت ہم اس بات کی یاد تازہ کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ لیکن خدا نے اس کو زندہ کیا اور ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ اور دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جو عملاً قربانی کرنے کی عادی ہوں ۔۔۔۔۔ یہ چار ہزار سال کے قریب کا زمانہ ہے جب ایک دن ایک غیر آباد علاقے میں خدا تعالیٰ کا ایک مامور اور ایک نبی اپنے اکلوتے بیٹے کو جو اسّی سال کی عمر میں ان کے ہاں پیدا ہوا تھا ایک سنسان جنگل میں اس لئے لے گیا کہ خدا تعالےٰ کے لئے اُسے ذبح کر دیا۔ اس وقت آسمان و زمین کے خدا نے تمام کائنات کے پیدا کرنے والے خدا نے عرش سے آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے اپنے رؤیا کو سچا کر دکھایا اور اپنی نسل کو قطع کرنے کے لئے تیار ہو گیا مگر میں تیری اولاد کو کبھی ختم نہ ہونے دوں گا۔ تیری نسل کو کبھی قطع نہ ہونے دوں گا۔ بلکہ اسے بڑھاؤں گا۔ یہاں تک کہ جس طرح آسمان کے ستارے نہیں گنے جا سکتے تیری نسل بھی نہ گنی جا سکے گی۔۔۔۔۔

ہماری جماعت کے بانی علیہ السّلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ فرمایا ہے۔ اور یہ معجزہ دکھا کر اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ جس طرح ابراہیمؑ کی نسل کو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور قوّت اور کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ نہیں مٹا سکتا۔ اسی طرح اے جماعتِ احمدیہ! تمہیں بھی کوئی طاقت اور قوّت تباہ نہیں کر سکتی۔ ہاں یہود ابراہیم اوّل کی جسمانی اولاد ہیں اور جسمانی تعلق میں دین کی شرط نہیں ہوتی۔ مگر تم ابراہیم ثانی کی روحانی نسل ہو اور روحانی نسل کے لئے دین کی شرط نہایت ضروری ہے۔ پس تمہیں کوئی قوّت اور طاقت مٹا نہیں سکتی بشرطیکہ تم اس روحانی تعلق کو مضبوط رکھو جو تم نے ابراہیم ثانی کے ساتھ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہود کو مٹنے نہیں دیا۔ کیونکہ ابراہیم اوّل سے ان کا جسمانی تعلق قائم ہے اور ہم ابراہیم ثانی کی روحانی نسل سے ہیں اور جب تک یہ روحانی تعلق قائم ہے۔ ہمیں کوئی نہیں مٹا سکتا۔ یہ روحانی تعلق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کا مثیل ثابت کرے۔ اور اپنی جان کو دین کی خدمت کے لئے ایک حقیر تحفہ کے طور پر پیش کر دے۔ اور اسے ایک بے حقیقت قربانی قرار دے۔

خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صہ ۱۲۰-۱۲۴

خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول اور فعل کو بناؤ۔ (فرمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

الــرفیق ایشین شــاپ

ہمارے ہاں سے بہترین قسم کی اشیاء خوردونوش

دالیں | آٹا | چاول | مصالحہ جات | جوس | اچار

نہایت مناسب قیمت پر خرید فرمائیں، اس کے علاوہ

حلال گوشت | تازہ مچھلی | تازہ سبزیاں | پاکستانی مٹھائیاں

بھی دستیاب ہیں

ہمارا نصب العین ـــ آپ کی خدمت

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Al-Rafiq Asian Shop
Drieiech Str. 7, Sachen Hausen
60594 Frankfurt am Main
Telefon (0 69) 61 61 01

حاجی رفیق احمد

ایشین خواتین وحضرات کیلئے ایک اور

خوشخبری

بہترین ایشین گروسری کا ہول سیل مرکز

ہمارے ہاں سے

چاول | مصالحہ جات | اچار | چٹنیاں | دالیں | تازہ سبزیاں

تھوک و پرچون ریٹ پر دستیاب ہیں نیز اپنی پسند کے **Sonnenbrillen** بھی خرید فرمائیں

Ivnit Enterprises & Sunfash Mode GmbH
Westhafen, Halle 3, & 60327 Frankfurt am Main
Telefon: (0 69) 23 53 76 & 23 75 34, Fax: (0 69) 23 38 00

خلافتِ احمدیّہ کا قیام

مکرم یعقوب امجد صاحب ــــ ربوہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(النور : ۵۶)

اس آیتِ کریمہ کے متعلق تمام مفسّرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت خلافتِ اسلامیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ صحابۂ کرامؓ اور بعض خلفائے راشدینؓ نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ خود امامِ زماں حضرت مسیحِ دوراں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے بھی اپنی کتب میں یہی استدلال فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ خلافتِ اسلامیہ ہے۔ جو اپنی مطلوبہ شرائط کے ساتھ قیامت تک قائم رہے گی۔ اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے مذکورہ آیۂ کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمائیے، تاکہ مضمون کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے، وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے، وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ (تفسیر صغیر)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ آدم اور وجودِ کائنات کا عظیم مقصود و منتہاء قیامِ خلافت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا:۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ (بقرہ ۳۱) خلافت نیابتِ الٰہیہ کا نام ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ایک براہِ راست اللہ انتخاب فرماتا ہے اور ایسے مخلص بندوں کو تاجِ نبوت سے سرفراز فرماتا ہے اور دوسرا بالواسطہ انتخاب فرماتا ہے، جنہیں خلفائے راشدین کے نام میں یاد کیا جاتا ہے ہر دو خلافتوں کا ایک ہی نصب العین ہوتا ہے یعنی انسانی قلوب میں آسمانی بادشاہت کا یقین پیدا کرنا۔

حضرت سرورِ کونین محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُمتِ مسلمہ کو مطلع کر دیا تھا کہ میرے وِصال کے بعد ایک دور خلافتِ راشدہ کا ہو گا اور متعدد خلفاء میرے کام کی تکمیل کے لئے برپا کئے جائیں گے۔ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان اُن خلفاء کی اطاعت کریں، اُن کے احکام کو مانیں اور اُن کی تحریکات پر لبیک کہیں:۔

فرمایا: اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا (مشکوٰۃ ص۳۱۹) درمیانی صدیوں کی خرابیوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا:۔

ثُمَّ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ (مشکوٰۃ ص۴۶۱)

کہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ میں پھر خلافتِ راشدہ کا دور آئے گا۔ اُن خلفاء کے ذریعے سے بھی غلبۂ اسلام کی تکمیل کا کام جاری رہے گا۔ شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی پیشگوئی مسیح موعود اور مہدیٔ دوراں سے متعلق ہے۔ یعنی خلافتِ راشدہ کا یہ دوسرا دور اُسکے زمانے میں شروع ہو گا۔ حضرت سیّد محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنی کتاب ــــ منصبِ امامت ــــ میں اس خلافت کا یوں تذکرہ کیا ہے:۔

"امامتِ تامّہ کو خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج نبوت اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ جب امامت کا چراغ فانوسِ خلافت میں جلوہ گر ہوا، تو نعمتِ ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمالِ روحانی اسی رحمتِ ربانی کے کمال کے ساتھ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ آفتاب کی مانند چمکا۔ (منصب امامت ص۷۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی مسلمانوں کے رہنماؤں نے قیامِ خلافت کے لئے دعائیں بھی کیں اور تمنائیں بھی۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ خلافت الٰہیہ کے قیام کے لئے کس قدر فکرمند تھے۔ چنانچہ مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید نے ایک جگہ اپنی اس تمنا کا اظہار یوں کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

"نزولِ رحمتِ الٰہی (نعمتِ الٰہی) یعنی ظہورِ خلافتِ راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیئے اور اُسے مجیب الدعوات (خدا) سے طلب کرتے رہنا چاہیئے اور اپنی دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا اور خلیفۂ راشد کی جستجو میں ہر وقت خلافت راشدہ

اِسی وقت ہی جلوہ گر ہو جاوے۔"

(منصب امامت صہ ۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد میں بھی بعض لوگوں کو خلافت راشدہ کے حصول کی تڑپ رہی۔ علامہ اقبال نے ۱۹۰۸ء میں آغاز پانے والے اپنے کلام میں۔ خضرِ راہ۔ کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے، اُن موصوف نے ایک شعر میں خلافت کو واپس لانے کی یوں تمنا کی ہے۔

تا خلافت کی بِنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

خلافتِ راشدہ کی اہمیت اور ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ بعض مخالفین نے بھی بے ساختہ اس کا نظارہ کرنے کی تمنا کی ہے۔ مدیر "تنظیم" اہلحدیث لاہور نے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کو نہایت حسرت سے تحریر فرمایا:۔

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا، تو ہو سکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی ملتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اُس کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہم کنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت کے دن ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دُنیا میں تم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی، کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟"

(ہفت روزہ تنظیم)

خلافت کی ضرورت و اہمیت پر اظہارِ خیال کرنے کے بعد اب مَیں مضمون کے اس پہلو کو تحریر کرتا ہوں کہ جماعتِ احمدیہ میں خلافت کے قیام کا آغاز کیونکر ہوا؟ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "الوصیت" کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس کے آغاز ہی میں آپ نے تحریر فرمایا ہے:

"چونکہ خدائے عزّوجلّ نے متواتر وحی سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرا زمانۂ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔"

اسی رسالہ "الوصیت" میں آپ نے احباب کو اس امر سے بھی مطلع فرمایا کہ سابقہ انبیائے کرام کی سنّت کے مطابق میرے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے ۔ قدرتِ ثانیہ ۔ یعنی خلافتِ احمدیہ کو جاری کرنے کی خبر دی ہے۔ آپ رسالہ "الوصیت" میں تحریر فرماتے ہیں دیکھئے:۔

حوالہ کے لئے الوصیت: صہ ۴، ۵، ۶ (مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء)

ایک دوسری تصنیف میں آپ نے سلسلۂ خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے، جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو.... چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خِلافت کو تجویز کیا، تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"[۱]

(شہادۃ القرآن صہ ۵۷)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے، اپنے بعد جاری ہونے والے نظامِ خلافت کی پیش خبری تو دی، مگر نہ کسی کو مقرّر فرمایا اور نہ ہی کوئی اشارہ کنایہ فرمایا۔ ہاں! اتنا ضرور فرمایا کہ صالحین کی جماعت کو اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اُس دوسری قدرت کو خود نازل فرمائے۔ اس لئے کہ قدیم سے یہی سُنّت چلی آئی ہے۔

چنانچہ آپ کی پیش خبری کے مطابق آپ کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو صالحین کی ایک جماعت نے بالاتفاق الوصیت کے حکم کے مطابق حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا نور الدین صاحب کو آپ کے خلیفۂ اوّل کے طور پر منتخب کیا۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ میں آیۂ استخلاف کے عین مطابق جب خلیفہ کا انتخاب عمل میں آ گیا، تو پریشان خاطر اور سہمے ہوئے احباب کو امن چین مِل گیا اور جماعت کا نظام حسبِ معمول جاری و ساری ہوا۔ اس چھ سالہ دَورِ خلافت میں روحانی برکات کے ساتھ ساتھ جماعت کو مالی طور پر مستحکم ہونے کی توفیق بھی ملی۔ جماعت نے کچھ ادارے قائم کئے: گرلز اسکول، مدرسہ احمدیہ کا قیام از سرِ نو، مسجد نُور کی بنیاد، تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور بورڈنگ ہاؤس اخبار نُور، مسجدِ اقصیٰ کی توسیع، الفضل کا اجراء، ۱۹۱۳ء میں پہلے بیرونی احمدیہ مشن کا قیام وغیرہ۔ جب خلافتِ اُولیٰ اپنے کمال کو پہنچی، تو اللہ تعالیٰ نے الٰہی نوشتوں کے مطابق کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، اپنے خاص تصرّف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسا اولو العزم خلیفہ ہمیں عطا فرمائے۔ اُن کے طویل عہد نے آیۂ استخلاف کے مطابق احمدیت کو وہ تمکنت اور توانائی عطا کی کہ اپنے اور بیگانے سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ احمدیت ایک ناقابلِ تسخیر حقیقت ہے اس دور کی روحانی برکات کا دریا موجزن ہے، تو مالی طور پر جماعت کو استحکام ملا۔ تحریک جدید کا اجراء ہوا۔ بیرونِ ممالک مشنوں میں توسیع ہوئی۔ جماعت انتظامی اور تنظیمی اعتبار سے ٹھوس بنیادوں پر کھڑی ہوئی اور جماعت کو مالی استحکام بھی عطا کیا گیا۔ جب خلافتِ ثانیہ اپنے کمال کو پہنچی، تو اللہ تعالیٰ نے نافلۂ موعود ناصرِ دین و ملت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب حافظ قرآن جیسا نابغۂ روزگار خلیفہ ہمیں عطا فرمایا۔ آپ کے دور میں احمدیّت کا فروغ اس حد تک ہوا کہ بعض کج فہم ملّاؤں نے وقت کے فرعون کو ڈرا دھمکا کر جماعت احمدیہ پر سراسر غیر اسلامی غیر انسانی اور غیر آئینی انداز میں فتویٔ کفر جاری کروایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کے حینِ حیات اس پیشگوئی کو لفظاً لفظاً پورا فرمایا۔ یہ الفاظ حضرت مصلحِ موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ارشاد فرمائے:۔

"مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا، تو .... اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اُس سے ٹکر لیں گی، تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(خلافت حقہ اسلامیہ صدا ۱۷)

احباب جانتے ہیں ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو فرعونِ زمانہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ کر احمدیت کی خلافتِ ثالثہ کی صداقت پر مُہرِ ثبت کر گیا۔ خلافتِ ثالثہ کی برکات اکنافِ عالم پر محیط ہو رہی تھیں اور ایک عالم کی روحانی تشنگی کو دور کرنے کا سامان ہو رہا تھا کہ اُس کے اِتمام و کمال کا وقت آپہنچا۔ الٰہی تصرّف نے ناصرِ دین و ملّت کو اپنے جوارِ رحمت میں بُلا بھیجا، تو اپنے بندوں کو، حضرت مرزا طاہر احمد جیسا نافلۂ اولوالعزم عطا فرما کر اُسے خلیفۂ رابع کی مسند پر بٹھا کر ایک بار پھر آیۂ استخلاف کے مطابق خوف کو امن سے بدلا اور احمدیت کو اُس کے عہد میں غیر معمولی تمکنت حاصل ہوئی۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اکنافِ عالم تک شہرت پائی۔ ایک طرف مسجد بشارت سپین کا افتتاحی منظر دیدنی ہے، تو دوسری طرف آسٹریلیا کے ملک میں کرۂ ارض کے انتہائی کنارے کے قریب بلیک ٹاؤن نزد سڈنی میں ایک نئے خانۂ خدا کا سنگِ بنیاد رکھنا بھی ایک عظیم کارنامہ ہے۔ آپ کے اس ابتدائی عالمی دورے نے کوتاہ فہم ملاؤں کو پھر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جماعت احمدیہ پر نعوذ باللہ من ذالك اب زوال کا وقت آرہا ہے۔ مگر جب عُروج کو انہوں نے اپنی ہوش کی آنکھوں سے دیکھا، تو تابِ نظارہ نہ لاسکے۔ چنانچہ انہوں نے پھر سے ایک حکمران انسان بزعمِ خویش "قادرِ مطلق" کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اسلام کا واسطہ دے کر اُسے ایسا اندھا کیا کہ وہ بھی ان ملاؤں کے نرغے میں پھنس کر خلافتِ احمدیہ کی راہ کو روکنے، بلکہ بزعمِ خویش اُسے مَلیا میٹ کرنے کا سامان کرنے لگا۔ چنانچہ اُس نے اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک سراسر غیر اسلامی، غیر انسانی اور غیر آئینی حکمنامہ جاری کر کے مظلوم و مجبور احمدیوں کے انسانی حقوق تک چھین لیئے۔ بات یہاں تک پہنچی کہ ہمارے پیارے امام ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سنّتِ انبیاء کے مطابق ہجرت کرنا پڑی۔ کٹھ پتلی مُلّاؤں نے بغلیں بجا بجا کر ہم مجبوروں کا صبر کا پیمانہ لبریز کرنا چاہا۔ مگر جماعت کا ایک ایک فرد اطاعتِ امام کے جذبے سے ایسا سرشار ہُوا کہ ہر طرح کی یلغار اُس کے صبرو استقلال کو لرزا نہ سکی۔ اس دور میں جو ۱۹۸۴ء سے آغاز پایا ہے احبابِ پاکستان کے طول و عرض میں نہ صرف گھر لٹوائے اور جلوائے، بلکہ راہِ خداوندی میں حق و صداقت کی قندیل کو روشن رکھنے کے لئے تیل کے بجائے اپنے ارغوانی خون سے اُسے فروزاں رکھا اور ایک عالم نے یہ دیکھا، پرکھا اور محسوس کیا کہ اب جماعت برکاتِ خلافت سے بہرہ ور ہو چکی ہے۔ اُسے دنیا کا کوئی خوف لرزا نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اُس کے امن اور تمکنت کی ضامن خود ذات خداوندی ہے۔ بشرطیکہ وہ جماعت مذکورہ الصدر آیۃ کی روشنی میں اُن شرطوں کو پورا کرتی رہے، جو خلافت کا لازمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ جب اللہ کے بندے خلافت الٰہیہ سے فیضیاب ہوتے ہیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین پر عمل پیرا ہو کر خالص توحید کو اپنا کر عبادت کو قائم کرتے ہیں۔ گویا خلافت کے قیام و دوام کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو شرطیں عائد کر دی ہیں: اوّل: عبادت پر قائم ہونا۔

دوم:۔ ہر قسم کے شرک سے دامن کو پاک رکھنا۔

جماعت احمدیہ کے آغاز پر ایک صدی گزر چکی ہے اور جماعت غلبۂ دینِ حق کی دوسری صدی میں قدم رکھ چکی ہے۔ خلافت احمدیہ کا قیام ۱۹۰۸ء میں ہُوا تھا۔ اس لحاظ سے بھی جماعت اپنی ایک صدی کے قریب آپہنچی ہے۔ گزشتہ ایک سو سال میں جماعت نے مخالفتوں کی آندھیوں اور طوفانوں کے باوجود جو حیرت انگیز ترقی کی ہے اور اکنافِ عالم تک توحید و رسالت کا پیغام پہنچایا ہے، اس وقت عزیزنہ کا ایک ایک لمحہ اس کا شاہدِ ناطق ہے کہ جماعت احمدیہ نے یہ سب کچھ اُس خلافت کی برکت سے پایا ہے، جسے پانے اور دیکھنے کی حسرت لئے ہوئے ہمارے مخالف دُنیا سے اُٹھتے چلے جا رہے ہیں۔ الغرض دلوں میں خلافتِ احمدیت کی برکات نشتر کی اُترتی ہوئی نوک کی طرح محسوس ہو رہی ہیں، مگر جرأتِ رندانہ کہاں سے ملے؟ وہ تو صرف صالحین کو دی جاتی ہے، جو حق گویائی کی خاطر طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بننے کے باوجود حق کے جھنڈے کو سرنگوں ہونے نہیں دیتے۔

آج اس غیر معمولی کڑی آزمائشوں کے دور سے گزرنے والا ہر احمدی اپنے اندر خلافت کی برکت کے طفیل وہ عزم و ہمت اور صبرو استقلال پا رہا ہے کہ جس کا بیان ئیں الفاظ میں سمو نہیں سکتا۔ اکنافِ عالم میں مظلوم انسانیت نے خلافتِ احمدیہ کی برکات سے جو کچھ پایا ہے، ایک زمانہ اُس کا معترف ہے ایک برّاعظم افریقہ ہی کا اگر ذکر کریں، تو اُس کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہسپتالوں اسکولوں، کالجوں اور دیگر رفاہی اداروں کا تذکرہ بھی خاصا طویل ہے۔

ع خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ

کے مطابق جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد مظلوموں کی مدد کرنا اپنا فرض جانتا ہے۔ اِس کے باوجود کہ ہم خود مظلوم و مقہور ہیں۔ مگر ہمیں خلافت کی برکات نے وہ حوصلے اور مسکراہٹیں عطا کی ہیں کہ ساری دُنیا مل کر بھی انہیں چھین نہیں سکتی۔ خلافتِ احمدیہ کی بے پایاں برکات کو دُکھی انسانوں تک پہنچانے کے لئے ہمارے پیارے امام ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز نے حال ہی میں افریقہ اور ہندوستان کے مظلوموں اور مجبوروں کے لئے پانچ کروڑ روپے کا فنڈ قائم کیا۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر احمدی جان و دِل سے امامِ وقت کی آواز پر لبیک کہے اور اطاعتِ امام کا مثالی جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ اس لئے کہ ایسے مرحلوں سے وہی قومیں سرخرو ہو کر گزرتی ہیں، جو عبادت اور توحید پر قائم رہ کر اطاعتِ امام کے لئے بھی سربکف ہو کر تیار رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکتوں کے طفیل ۱۹۸۸ء میں، جو غیر معمولی تائیدی نشان دِکھا کر ہم مظلوموں کو صبرو استقلال کے قائم رکھنے کی توفیق دی ہے، اُس سے کون واقف نہیں ہے؟ آپ سب نے دیکھا کہ وہ کم فہم انسان جو بزعمِ خویش "قادر مطلق" بنا بیٹھا تھا اور احمدیت کو کینسر کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی قہری تجلّی کا نشانہ بنا کر اہل خلافت کے خوف کو ایک بار پھر امن کے قریب کیا اور کچھ ایسی تمکنت عطا کی کہ دُشمن ابھی تک دُم بریدہ سانپ کی طرح تلملا رہا ہے اور اسپر مستزاد یہ کہ اس قہری نشان سے پہلے۔ نام نہاد مبلغ ختمِ نبوّت۔ اسلم قریشی۔ جو لِفٹ کا چپڑاسی تھا، اور جسے ملّاؤں نے شہیدِ ختمِ نبوّت بنا کر خلافتِ احمدیہ پر بہتان باندھے تھے، اور جس کے نام پر نادانوں سے رقم اینٹھ اینٹھ کر کھائی تھیں، وہ بھی خلافتِ احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان بن کر ایک دن دفعتہً ایسا نمودار ہوا کہ سب پر ایک مرگ طاری ہو گئی۔ یہ وہ برکات اور رحمت کے نشان ہیں، جن کے ہم سب گواہ ہیں۔ ان واقعات نے ہمارے یقین کو اور بھی مضبوط کر دیا ہے کہ ہمارے دل گواہی دے رہے ہیں کہ خلافت کی برکات کے طفیل احمدیت کا مستقبل یقیناً درخشندہ ہے اور ہر آنے والا دن یہ گواہی دے گا کہ اب دُنیا پر صرف اور صرف اسی خلافتِ احمدیہ کی برکتوں کا نُور ہی محیط ہو گا۔ اِنشآء اللہ اب وہ دور آنے والا ہے جب دنیا خلافتِ احمدیت کے آفتاب کو مغرب سے طلوع ہوتے دیکھے گی اور اس طرح آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کی پیشگوئی

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں

ہماری کامیابیوں کا راز

جماعت احمدیہ نے گزشتہ سو سال میں جو کام کیے ہیں اور دنیا میں جو علمی اور روحانی تبدیلیاں پیدا کی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اس لیے حیرت انگیز ہیں کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اور وسائل دوسروں کے مقابل پر بہت ہی تھوڑے ہیں اور بظاہر کوئی نسبت نہیں۔ دوسری طرف جماعت کی مخالفت اتنی زیادہ ہے کہ بڑی بڑی طاقتیں اس کو مٹانے کے لیے اپنا پورا زور لگا رہی ہیں۔ ان حالات کو سامنے رکھ کر جماعت کے کام اور خدمات کو دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اگر اس جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل نہ ہوتی تو جماعت کے یہ کام تو الگ رہے جماعت بالکل مٹ چکی ہوتی اور اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد ہر سچے احمدی کو انفرادی طور پر بھی حاصل ہوتی ہے اور جماعت کو مجموعی طور پر بھی حاصل ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ جماعت متحد ہے۔ اس میں کوئی انتشار نہیں۔ اس کی طاقتیں اور صلاحیتیں ضائع نہیں ہوتیں بلکہ جماعت کا ایک امام ہے جس کی اطاعت کرنا ہر احمدی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ یہ امام جماعت کی مسلسل نگرانی کرتا ہے اور کہیں بھی کوئی خرابی پیدا ہو تو فوری طور پر اس کی اصلاح کرتا ہے۔ یہ امام ہی کا وجود ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہدایت پاکر وقت کی ضرورت اور حالات کے مناسب نئی تحریکات جاری کرتا ہے اور اس طرف جماعت کا رُخ پھیرتا ہے جدھر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے۔ یہ وہ بہت بڑا اعزاز اور نعمت ہے جو آج دنیا میں صرف جماعتِ احمدیہ کو حاصل ہے۔ دنیا میں اور کوئی ایسی جماعت نہیں جو ہماری طرح متحد اور منظم ہو جس کے سربراہ اور لیڈر کی اطاعت جماعت کے سربراہ اور امام کی طرح کی جاتی ہو۔

پس جب ہم غور کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ نے اتنی چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود کتنے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے ہیں تو اس کا راز جماعت احمدیہ کے اس نظام میں پاتے ہیں جسے **"قدرتِ ثانیہ"** کہتے ہیں۔ اس کے تحت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولانا نورالدین رضؓ حضورؑ کے جانشین اور جماعت کے پہلے امام اور خلیفہ بنے۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد رضؓ، پھر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحؒ خلیفہ منتخب ہوئے اور اب حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے امام اور قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر ہیں۔ قدرتِ ثانیہ کے ہر مظہر کا انتخاب خدا تعالیٰ خود کرتا ہے اور ان کو خاص رحمتیں اور برکتیں عطا فرماتا ہے جن میں سے سب سے بڑی رحمت ان کی دعاؤں کی قبولیت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کی قدر کریں۔ قدرتِ ثانیہ یعنی **"خلافت"** کے نظام کے ساتھ خود بھی وابستہ رہیں اور دوسروں کو بھی وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ حضور کے لیے بھی دعا کریں اور ان سے دعا کی درخواست بھی کریں۔ یہی ہماری تمام کامیابیوں کی کنجی ہے اور یہی ہماری ترقیات کا راز ہے ۔

فرشتوں سے مِل کر اُڑو تُم ہوا میں

کرو جان قُربان راہِ خُدا میں
بڑھاؤ قدم تم طریقِ وفا میں

فرشتوں سے مِل کر اُڑو تم ہوا میں
مہک جائے خوشبوئے ایماں فضا میں

ہُوا کیا کہ دشمن ہے ابلیس پیارو
خدا نے نوازا ہے ہر دوسرا میں

ہے قرآں میں جو سرُور اور لذّت
نہ ہے مثنوی میں نہ بانگِ درا میں

محبّت رہے زندہ تیرے ہی دَم سے
تو مشہورِ عالَم ہو مہر و وفا میں

خُدا کی نظر میں رہے تو ہمیشہ
ہو مشغول دِل تیرا ذکرِ خدا میں

تجھے غیر کے غم میں مرنے کی عادت
مہارت ہے غیروں کو جور و جفا میں

مساواتِ اسلام قائم کرو تم
رہے فرق باقی نہ شاہ و گدا میں

ماہ اپریل کے شمارہ میں دی گئی حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام

درِ شہوار ... قرۃ العین ماہم النور ... فہیم احمد قمر ... ھبۃ الحبیب اسامہ خان ... حارث خان ... رضوان احمد سرفراز ... اعزاز احمد ملک سجاد محمود ... اعزاز تنویر ... آمنہ تنویر ... محمد احسان غفور

اَلغِنٰی غِنَی النَّفْسِ

آسودگی اور دولتمندی تو دل کی دولتمندی اور آسودگی ہے

- بچے اس حدیث کو زبانی یاد کریں۔ یاد کرنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیے جائیں گے

شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی کے زیرِ اہتمام طلباءؑ و طالبات کے لیے جرمن اور اردو میں ایک رسالہ SCHÜLER REVUE شائع کیا گیا ہے۔ طلباء اس رسالہ سے استفادہ کریں۔ نیز یہ رسالہ تبلیغی و تربیتی مقاصد کے لیے جرمن طلباء کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

نظامِ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات

مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مومنوں کو یہ ارشاد فرمایا کہ:

اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ـــــــ (آلِ عمران: ۱۰۳)

کہ اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ تو اس کے حصول کے لیے جو حقیقی ذریعہ تھا اس کو فوراً اگلی آیت میں بیان فرما دیا۔ فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔ حبل اللہ سے مراد قرآن کریم بھی ہے، اسلام بھی ہے۔ تاہم حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"حبل اللہ سے مراد صرف خلافت حقہ اسلامیہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر فانھما حبل اللہ الممدود فمن تمسک بھما فقد تمسک بالعروۃ الوثقٰی لا انفصام لھا۔"

(ازالۃ الخفاء صفحہ ۶۲)

یعنی پیروی کرو میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی کیونکہ وہ دونوں خدا تعالیٰ کی وہ لمبی رسّی ہیں کہ جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے ایک نہایت مضبوط قابلِ اعتماد چیز کو جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں مضبوطی سے پکڑ لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی یہی مراد لی ہے۔ فرماتے ہیں:

"تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لیے بابرکت راہ ہے۔ تم اس حبل اللہ (یعنی نعمت خلافت) کو مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔"

(بدر۔ یکم فروری ۱۹۱۲ء)

اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے ذرا تفصیل کے ساتھ سورہ النور میں بیان کیا جہاں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(النّور آیت ۵۶)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئیے جائیں گے۔

امتِ محمدیہ میں خلفاء کے تقرر کے اس وعدہ الٰہی کے سلسلہ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن کے صفحہ ۳۴ پر فرماتے ہیں:

"بعض صاحب وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقّہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہو گئی، اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس تک ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کے لیے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہوسکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اس

کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے رُوحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سُن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدت ہوئی کہ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے"

پھر اسی کتاب کے صـ۵۷ پر فرماتے ہیں :

اِن آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ کی اس اُمّت کے لیے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنی رکھتا تھا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں انبیاء اور رسولوں کے ظہور کو خدا تعالیٰ کی ایک قدرت کے ظہور سے تعبیر فرمایا ہے اور خلفاء کے ظہور کو خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کے ظہور سے بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تاکہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آنہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(الوصیت صـ ۷-۶)

خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں :

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادت القرآن صـ۵۸)

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ملتی ہے :

ما من نبوة قط الا تبعتها خلافة یعنی کبھی کوئی نبوت نہیں ہوئی مگر اس کے بعد خلافت ضرور ہوئی ہے

اور آخری زمانے میں خلافت علیٰ منہاج النبوة کے قیام کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال پہلے خبر دے چکے ہیں۔ فرماتے ہیں :

تکون النبوة فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علیٰ منهاج النبوة ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً جبریّةً فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافةً علیٰ منهاج النبوة ثم سکت

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰة باب الانذار والتحذیر صـ۴۶۱)

جس کا مطلب ہے کہ "تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوة قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔"

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوة کا نظام دائمی اور تا قیامت ہوگا۔ انشاء اللہ

ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کی ضرورت اور برکت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا :

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

یہ وہی بات ہے جو آیت استخلاف میں ذکر کی گئی ہے کہ ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعنی جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔

حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اپنے درس القرآن میں نظام خلافت کے اہم مسئلہ کے متعلق فرمایا :

"خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا.....
پس تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی ...."

(درس القرآن المجید مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی اتھارٹی کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت منعقدہ ۱۹۲۵ء میں فرمایا :

"اسلامی اصول کے مطابق یہ صورت ہے کہ جماعت خلیفہ کے ماتحت ہے اور آخری اتھارٹی جسے خدا نے مقرر کیا ہے اور جس کی آواز آخری آواز ہے وہ خلیفہ کی آواز ہے کسی انجمن، کسی شوریٰ یا کسی مجلس کی نہیں ہے۔ یہی وہ بات ہے جس پر جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ خلیفہ کا انتخاب ظاہری لحاظ سے بے شک تمہارے ہاتھوں میں ہے تم اس کے متعلق دیکھ سکتے ہو اور غور کر سکتے ہو مگر باطنی طور پر خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خلیفہ ہم قرار دیتے ہیں اور جب تک تم لوگ اپنی اصلاح کی فکر رکھو گے ان قواعد اور اصولوں کو نہ بھولو گے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ضروری ہیں تم میں خدا خلیفہ مقرر کرتا رہے گا اور اسے وہ عصمت حاصل رہے گی جو اس کام کے لیے ضروری ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۵ء)

اسی حقیقت کو حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآنی آیت

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ——— (القمر : ۲۵)

کی تفسیر میں اپنے درس القرآن میں یوں بیان فرمایا :

"امام ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو "ایک" کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے ایسے خیالات کے لوگوں کے لیے یہ آیت غور طلب ہے خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے بلکہ وزراء کی رائیں اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ ان میں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھ لے۔"

(درس القرآن)

سوائے ممبران جماعت احمدیہ تمہاری یہ خوش بختی ہے کہ تم کو نعمت خلافت سے نوازا گیا ہے ورنہ اس نعمت سے محروم لوگوں کا واویلا دیکھو کہ وہ کیا رونا رو رہے ہیں۔

فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں مسلم سربراہان کی کانفرنس کے موقعہ پر مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر صدق جدید نے

"خلافت کے بغیر اندھیرا"

کا عنوان دے کر لکھا :

"اتنے تفرق و تشتت کے باوجود کبھی بھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے؟ مصر کدھر اور حجاز اور یمن کی منزل کون سی ہے اور لیبیا کی کونسی؟
ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی؟ ایک اسرائیل کے مقابل پر سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔"

(صدق جدید یکم مارچ ۷۴ء)

پھر اسی طرح پاکستان کا ایک ریٹائرڈ جج اے۔ آر چنگیز بعنوان

"ایک ریٹائرڈ جج ملزم کے کٹہرے میں"

لکھتا ہے :

"تم نے پاکستان کے قیام کی جدوجہد کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ پاکستان میں تم اپنی زندگی قرآن و سنت کے مطابق گذارو گے اور خلافت قائم کرو گے مگر پاکستان کے بنتے ہی تم نے اس عہد کو فراموش کر دیا اور آج تک نظام خلافت قائم نہیں کیا۔"

(نوائے وقت ۳۱ اکتوبر ۷۶ء)

لیکن ان بدنصیبوں کو کون بتائے کہ خلفاء کا تقرر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور ان لوگوں کے لیے رکھا ہے جو آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے مصداق ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام اور عاشق صادق اور ان کی پیروی اور غلامی سے امتی نبوت کا درجہ پانے والے سے اپنے آپ کو منسوب کیا اور خدا تعالیٰ نے ان کو نعمت خلافت سے نوازا ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"خلافت سے پہلے لازم ہے کہ نبوت ہو۔ نبوت کے

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں

عہدیداران جماعت کی خدمت میں

ایک ضروری گذارش

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص

سورۃ الصف آیت ۵

یعنی اللہ تو ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی یہی مضمون ملتا ہے جب آپ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا

کہ ایک مومن دوسرے کے لئے ایک بنیاد اور عمارت کی مانند ہے جس کا ہر حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث کو جو اسی مضمون سے متعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جب تک تم ایک وجود کی طرح بھائی بھائی نہ بن جاؤ گے اور آپس میں بمنزلہ اعضاء نہ بن جاؤ گے فلاح نہ پاؤ گے"

البدر نمبر ۱ صہ ۱۲ سنہ ۱۹۰۸ء

اس مضمون کو قرآن کریم کی ایک اور آیت نے اس طرح واضح فرمایا ہے:۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

کہ اس وقت کو یاد کرو جب سارا عرب دشمنی سے پھٹا ہوا تھا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خدا نے تمہارے دلوں کو محبت کے بندھنوں سے باندھ دیا۔ اللہ کی نعمت سے تم بھائی بھائی بن گئے۔

اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

نعمت سے مراد نبوت ہے کیونکہ اتمام نعمت سے مطلب ہی نبوت ہے اور یہاں نعمت ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نبوت کا ذکر فرما دیا گیا ہے اور واقعتاً بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا دلوں کو خدا باندھتا ہے دلوں کو انسان نہیں باندھتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم۔

سورۃ الانفال آیت ۶۴

یعنی جو کچھ زمین میں ہے اگر تو خرچ کر دیتا تب بھی ان کے دلوں کو باندھ نہ سکتا۔ یہ اللہ ہی ہے جس کا دلوں پر تصرف ہے جس نے دلوں کو جوڑا ہے ......"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"نظام جماعت سے ادب سے اور اطاعت سے متحد اور متفق رہنا بہت اہم بات ہے کیونکہ نبوت کی نیابت میں یہی حبل اللہ ہے جو خدا کی رضا کا موجب ہے۔ وہ لوگ جو حبل اللہ کو چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کا رعب کم ہونا شروع ہو جاتا ہے وہ اپنی ہلاکت کے علاوہ ماحول کی ہلاکت کا بھی موجب بن جاتے ہیں اور بالعموم ایسی جماعتوں میں افتراق کا رجحان شروع ہو جاتا ہے پارٹی بازی شروع ہو جاتی ہے ....."

فرمایا:۔

میرا عمومی تجربہ یہ ہے کہ جن جماعتوں میں وحدت ہے ان میں برکت ہے اور وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے اہل ہیں اور اللہ کے فضل سے وحدت کے نتیجے میں بے شمار برکتیں ان کو نصیب ہوتی ہیں۔ ان کی دعوت الی اللہ بھی قبول کی جاتی ہے لیکن جہاں جماعتوں میں افتراق ہے وہاں کوئی بھی برکت باقی نہیں رہتی بلکہ نحوست پیدا ہو جاتی ہے ..."

فرمایا:۔

بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے بعض افراد ہوتے ہیں جن کے مزاج میں سختی پائی جاتی ہے خود غرضی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے فسادات پیدا ہو جاتے ہیں....."

فرمایا:۔

وہ امیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ہر فرد کا درد رکھتا ہے وہ آسانی سے یہ بات ہونے نہیں دیتا کہ کوئی انسان آگ کے کنارے تک پہنچ جائے۔ حتی المقدور یہ کوشش

کرتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو کسی غلط فہمی یا انانیت کا شکار ہو رہا ہے اس کی اصلاح کرے اور بالعموم ایسے اُمراء جو جماعت کا درد رکھتے ہیں جو برداشت نہیں کر سکتے کہ ایک احمدی بھی ضائع ہو۔ ان کے ہاں اتحاد کی، اور شکل ہوتی ہے اور وہ اُمراء جو اس معاملہ میں بے حس ہیں ان کے ہاں اتحاد کی اور شکل ہوتی ہے۔

فرمایا:۔

امیر اور صدر میں فرق ہے کہ صدر لوگ خود بناتے ہیں لیکن امیر مقرر کیا جاتا ہے اس لئے اگر صدر غلطی کرے تو اس کی ذمہ داری چھوٹی ہوتی ہے لیکن اگر امیر غلطی کرتا ہے تو وہ خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے وہ خلیفۂ وقت کے اعتبار کو ٹھوکر لگاتا ہے اور اس کی غلطی کے نتیجہ میں جو گناہ ہوتا ہے۔ وہ زیادہ باز پُرس کا حق دار ہے۔

حضور نے بتایا کہ

وہ اُمراء جو بیرونی ممالک میں جماعت کی طرف سے بنائے جاتے ہیں مقامی لوگوں کا ان کی امارت میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ کلیتہً باہر سے ایک حکم ملتا ہے۔ اس میں اس جماعت کا اخلاص دیکھیں کہ وہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتی ہے۔ اور اس امیر کا حال دیکھیں جو جماعت کے اس اخلاص کے باوجود ان کو ہاتھ سے کھوتا چلا جاتا ہے اور اپنے اعتماد کو بار بار ٹھوکر لگاتا ہے۔ اپنی امارت جتانے کا اس کو زیادہ شوق ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے تعلق توڑ کر کوئی شخص باہر جا رہا ہوتا ہے۔ اس کے ذہن میں ہر وقت یہ جھگڑا ہوتا ہے کہ وہ ثابت کر کے دکھائے کہ وہ امیر ہے۔

فرمایا:۔

امارت کے آداب سکھانا اس کا فرض ہے امارت جتانا اس کا حق نہیں۔

فرمایا:۔

جو امیر جماعت کو بھائی بھائی بنانے کی کوشش نہیں کرتا وہ یقیناً خدا کے ہاں پوچھا جائے گا۔ ہم ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں کہ ذمہ داریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ آج بھی امارتیں ہی ہیں جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنا ہے اور امیر بننے کی صلاحیتیں پیدا کرنی ہیں۔ جنہوں نے قوموں کو لیڈر عطا کرنے ہیں۔ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتے اور جماعتیں افتراق کا شکار رہیں گی تو کیسے وہ لوگ پیدا ہوں گے جنہوں نے سارے عالم کو ایک امّت بنا دینا ہے۔ اس لئے چونکہ امّتِ واحدہ بننے کا وقت قریب آ رہا ہے اس لئے بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہر کوشش کریں ہمارے اختلافات مٹ جائیں اور جماعت امّتِ واحدہ بن کر اُبھرے۔ اس لئے خصوصیت سے توجہ دلا رہا ہوں کہ ابھی تک بعض مقامات پر فسادات کے اڈے قائم ہیں اور بعض ملکوں میں وہ ذلیل اور کمینی حرکتیں ابھی تک چل رہی ہیں کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے۔

مَیں تنگ آ گیا ہوں ان چیزوں سے۔ اس لئے اُمراء کے لئے اب دو راستے ہیں یا تو اپنی حالت کو درست کریں اور ساری جماعت کو متحد کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں یا پھر جو قصور وار ہیں ان کو سامنے کریں تو ان کو باہر نکال پھینکا جائے ...... "

ماخوذ از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ ۲۴ جولائی ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن۔

آیات قرآنی، احادیث نبوی، ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ درج کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ان کی روشنی میں تمام اُمراء صدران اور ممبران مجالس عاملہ اپنا اپنا محاسبہ کریں اور اپنی جماعتوں کے ممبران کا جائزہ لیں کہ وہ وحدت اور اتحاد کے قائم رکھنے اور افتراق اور اختلافات سے بچاؤ کے لئے اور اگر کہیں کوئی رخنہ پیدا ہو گیا ہو تو اس کے دور کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک حقیقی طور پہ ادا کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے ...... تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمہ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جائے اور اس کے لئے دُعا بھی کی جاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دُعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کیلئے رو رو کر دعا کی ہو ...... ہمارا یہ مطلب نہیں کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جائے۔"

ملفوظات جلد ہفتم صـ۷۷-۷۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد عمومی رنگ میں ہم سب کیلئے مشعل راہ ہے۔ تاہم جہاں تک عہدیداران کا تعلق ہے ان کے لئے قرآن کریم میں مذکورہ گذشتہ اقوام کے حالات ان کے جرائم اور ان پر ان کو ملنے والی سزا یقیناً عبرت کا موجب ہونے چاہیئیں۔

قرآن کریم کی سورہ المائدۃ کی آیت ۸۰-۷۹ میں بنی اسرائیل پر لعنت ڈالنے کا ذکر ہے اور ان کے ملعون ہونے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ

کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ ؕ لبئس ما کانوا یفعلون۔

یعنی وہ ایک دوسرے کو کسی ناپسندیدہ بات سے جس کے وہ مرتکب ہوتے ہوں روکتے نہ تھے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت بُرا تھا۔

بعض جماعتوں کے بعض ممبران غیر اسلامی افعال کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور عہدیداران ان کے قبیح اعمال کا علم رکھتے ہوئے نہ تو ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے متعلق نظام سلسلہ کو اطلاع دے کر بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بدی پھیلتی جاتی ہے اور ایک سے

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں

بوسنین سیل جرمنی کی مساعی

مکرم زبیر خلیل خان، ممبر بوسنین سیل جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے شب و روز بڑی تندھی سے مظلوم بوسنین مسلمان افراد کی اخلاقی، مادی اور ہر قسم کی دیگر خدمت بجا لا رہی ہے اور بوسنیا کے مہاجرین سے غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے۔ اس ضمن میں جماعت جرمنی میں مرکزی سطح پر مکرم و محترم امیر صاحب کی زیر نگرانی نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم مقصود الحق صاحب کی سربراہی میں بوسنین سیل قائم کیا گیا ہے۔ یہ سیل جنوری ۹۲ء سے دن رات بوسنیا کے مظلوموں کی خدمت کے لئے کوشاں اور مصروف عمل ہے۔ مرکز کے علاوہ تمام ریجنز میں بوسنین سیل قائم کئے گئے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں میں حتی المقدور بوسنین مسلمانوں کی امداد کی سعی کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں بوسنین سیل کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

- بوزنین مسلمانوں کی امداد کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ بطور ہراول دستہ کام کرے۔
- انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کام کرنے والے اداروں سے جماعت کا تعاون ہو۔
- بوزنین مسلمانوں کی مذہبی، ثقافتی اور سماجی اقدار کی پہچان کو برقرار رکھنے اور اس کے ضائع ہونے سے بچائے جانے کی غرض سے بوزنین مسلمانوں کی مدد کی جائے۔
- مظلوم بوزنین افراد، خواتین اور بچوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کیلئے رضاکارانہ پیشکش کرنا۔
- بوزنین مسلمانوں میں تنظیم کا قیام عمل میں لانا اور ان کے اجتماعات منعقد کرنا۔
- بوزنین مسلمانوں سے رابطہ، اطلاع اور اسلامی تعلیمات کی ترویج کی خاطر بوزنین زبان میں اخبار، رسالہ یا بلیٹن کا اجراء کرنا۔
- بوزنین محصور افراد کی خاطر خوراک، دوائیں، کپڑے اور دوسری ضروریات بوسنیا بھجوانا
- بوزنین مہاجرین کے کوائف اکٹھے کر کے مرکز لندن بھجوانا تاکہ ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے افراد ایک دوسرے سے مل سکیں۔
- عیدین اور دوسرے خوشی کے مواقع جات پر اپنے بوزنین مسلمانوں کیساتھ مل کر تقریبات منعقد کرنا۔
- بوزنین میں مسلمانوں ہونے والے مظالم کے خلاف دنیا کے سربراہانِ مملکت اور اقوام متحدہ کے نمائندگان اور سربراہوں کو آگاہ کرتے رہنے۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کو درج بالا مقاصد کی روشنی میں اب تک بوزنین مسلمانوں کے لئے جن خدمات کی توفیق ملی ہے بطور تحدیث نعمت اور احباب جماعت کی آگاہی کے لئے ان کی مختصراً رُوئیداد درج کی جا رہی ہے۔

جماعت بطور ہراول دستہ کے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کے احباب کو انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں بوسنین مسلمانوں کی مدد کے سلسلے میں واقعی ہراول دستہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی ہے۔ بعض نمایاں خدمات درج ذیل ہیں۔

برلن کے محترم نعیم ناگی صاحب اور ھانور کے یوھانس ملبشر اختر صاحب کو خدا تعالے نے توفیق دی کہ وہ جماعت کی طرف سے امدادی سامان لے کر جنوری میں بوسنیا گئے اور وہاں امدادی سامان کی تقسیم کے ساتھ وہاں کے حالات کا بغور جائزہ لیا اور جماعت کو انتہائی مفید مشورہ جات سے نوازا۔ ویس بادن کے مکرمی رانا محمد صفدر صاحب جو مرکزی سیل کے ممبر بھی ہیں ان کی وساطت سے بوسنیا سفارتخانہ کے سربراہان، لیڈر صاحبان اور بوزنیا کے ملٹری اتاشی جناب حسن آفندیچ سے جماعت کا تعارف کرایا گیا اور جماعت برطانیہ کے امیر مکرمی آفتاب احمد خانصاحب سے ان کی ملاقات کرائی گئی۔

انسانی ہمدردی کیلئے کام کرنیوالے اداروں سے تعاون

جماعت جرمنی کا انسانی ہمدردی کے جذبہ سے تحت کام کرنے والے درج ذیل اداروں سے مکمل رابطہ ہے اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون جاری ہے۔

IFIAS ISAA یہ ادارہ بوسنیا میں امدادی سامان پہنچاتا ہے اور جماعتی امدادی سرگرمیاں ان کی وساطت سے جاری ہیں۔

HEIMAT یہ ادارہ بھی بوسنین مسلمانوں کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر مدد کرتا ہے اور جماعت اس کے ساتھ مکمل تعاون کر رہی ہے۔

CAA یہ ادارہ بوسنیا کی جنگ میں زخمی ہونے والے افراد کے علاج کی سہولیات مہیا کرتا ہے اور جماعت جرمنی اس ادارہ کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہی ہے ان اداروں کے علاوہ بھی ہر ایسے ادارے سے تعاون کیا جاتا ہے جو بوسنین احباب کی خاطر تعاون مانگتا ہے۔

بوسنین افراد کی نگہداشت

جماعت جرمنی کے درج ذیل خاندانوں نے یہ پیشکش کر رکھی ہے کہ اگر قوانین اجازت دیں تو وہ بوسنیا سے متعلق خاندانوں، بڑی عمر کے افراد اور بچوں کی نگہداشت کے لئے تیار ہیں۔

مقصود احمد صاحب ہمبرگ، طارق گلفام صاحب ہمبرگ، شفیع احمد صاحب ہمبرگ، محمد خان صاحب کولون، بشیر احمد صاحب گورایا سالذے، چوہدری حمید اختر صاحب بورزان نذیر احمد صاحب ہوسم، عبدالرؤف باجوہ صاحب بادنوہائم، زبیر احمد صاحب مائن ہاؤزن سیّد خاور صاحب گن ہائم۔

علاوہ ازیں درج ذیل افراد نے وقف کی روح کے ساتھ بوزنین مسلمانوں کے لئے اپنی ہر قسم کی خدمات جماعت کو پیش کر رکھی ہیں۔

رفیق احمد صاحب مورفیلڈرن، طاہر اختر صاحب ہوخسٹ، ڈاکٹر نصیر احمد صاحب مورفیلڈرن، محمد فاروق صاحب اور صوفی منور احمد صاحب۔

بوسنین مسلمانوں کے اجتماعات

بوسنین مسلمانوں سے رابطہ اور تنظیم کی خاطر درج ذیل جماعتوں نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

CALW، بادمارین برگ، کولون، بورکن، بوخولٹ، باد برائزگ، کوخم سیل ڈیورن، ھائلبرون، لوڈن شائیڈ، نورڈھائنز، راڈے فورم والڈ، آڈگس برگ ٹریئر، نوئے برگ، میونخ، نیوزن برگ، گھاگے ناؤ، مہدی آباد، ہمبرگ شہر آفن باخ، فرینکفرٹ، کاسل، برلن، برگرش گلیڈ باخ، وائبلنگن، منسٹر، کورباخ لوفیلڈرن، گمنڈن، اوڈن والڈ، نیڈا، نیو اینزن برگ، ڈیٹزن باخ، وائن گارٹن لار، ریجن سٹٹ گارڈ، نوئے ھوف۔

انفرادی خدمات بجا لانے والوں میں سٹٹ گارڈ ریجن کے ریجنل امیر محترم ڈاکٹر نعیم صاحب، میونخ ریجن کے مشنری اور ریجنل امیر ڈاکٹر غفار صاحب اور ہمبرگ ریجن کے ریجنل امیر چوہدری ظہور صاحب نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ وائبلنگن کے صدر جماعت طارق محمود صاحب نورڈھالنز کے صدر بشیر اعوان صاحب اور لوفیلڈرن کے عبدالسمیع صاحب ریجنل قائد فرینکفرٹ سعید صاحب نے بھی بہت نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

مالی قربانی میں ہمبرگ کے حبیب اللہ طارق صاحب نے پہلے پانچ ہزار مارک اور بعد ازاں حضور اقدس کی تحریک پر مزید ۶۰۰۰ پونڈ سٹرلنگ (کل ۲۰ ہزار مارک) بوسنین فنڈ میں ادا کر کے سب سے نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔

بوسنیا میں محصور مسلمانوں کی امداد

اس وقت تک درج ذیل امدادی اشیاء بوسنیا روانہ کی جا چکی ہیں۔

- ۹ ٹرک سامان جنمیں ۷۵ ٹن خوراک اور دوائیاں اور ۲۵ ٹن کپڑے بھجوائے گئے ہیں۔ ان اشیاء پر تقریباً ۳۰ ہزار مارک اخراجات آئے ہیں۔
- ۲ لاکھ ۶۰ ہزار مارک کی رقم حضور اقدس کی ہدایت پر حکومت بوسنیا کے نمائندگان کو پیش کی گئی تاکہ وہ ضرورت کی اشیاء خرید کر مظلوم مسلمانوں کی امداد کر سکیں
- ۳۰ ہزار مارک کی دو گاڑیاں آئل ٹینکر خرید کر دی گئیں تاکہ بوسنین مسلمانوں کو اشیاء کی ترسیل ہو سکے۔
- تقریباً ۳۰ ہزار مارک مالیت کی امداد انفرادی اور اجتماعی طور پر کی گئی ہے۔

بوسنیا میں محصور افراد کی خاطر حلقہ ھوئخسٹ کے محترم طاہر اختر صاحب جو کہ مرکزی سیل کے ممبر ہیں ان کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ وہ دن اور رات محنت کر کے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں ان کے ساتھ بوسنین مسلمانوں کے دو نمائندے برادرم اوّل دین اور ان کی سسٹر ارمینا بھی دن رات اس کام میں مکمل تعاون کر رہے ہیں۔

بوسنین افراد کے کوائف

جماعتوں کی طرف سے تقریباً ۴ صد بوسنین افراد کے کوائف موصول ہوئے ہیں جو کہ مرکز لندن بھجوائے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں کام میں بہت زیادہ وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اقوام متحدہ اور جرمن حکومتی ذرائع کی اطلاع کے مطابق جرمنی میں ۲ لاکھ سے زائد بوسنین مسلمان پناہ لئے ہوئے ہیں۔ جماعتوں سے اس سلسلہ میں مزید تعاون کی درخواست ہے۔ کوائف کو یکجا کرنے میں نارڈھولز کے صدر جناب بشیر اعوان صاحب کا تعاون مثالی رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی تعمیل میں جرمنی بھر کی جماعتوں نے اپنے بوسنین مسلمان بھائیوں کے ساتھ عید الفطر کا تہوار منایا اور ان کو اپنی خوشیوں میں شریک کیا تمام جماعتیں ہی اس سلسلہ میں مبارکباد کی مستحق ہیں۔

بوسنیا میں مسلمانوں کے خلاف ہونیوالے مظالم کے بارے میں آواز

حضور اقدس کی ہدایات کی روشنی میں جرمنی بھر سے ہزاروں کی تعداد میں فیکس تاروں اور خطوط کے ذریعہ دنیا بھر کے سربراہان، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل، جرمنی میں قائم سفارت خانوں، ٹیلیویژن، ریڈیو اور اخبارات کو بوسنیا میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے مظالم سے آگاہ کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مہم کے مثبت اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور بعض بڑے بڑے اداروں میں جماعت کی طرف سے کئے گئے اس احتجاج کا نوٹس لیا جا رہا ہے۔

امسال خدام الاحمدیہ کے اجتماع مئی ۹۳ء کے موقع پر بوسنین مسلمانوں سے روابط کا پروگرام ہے۔ جس میں ان مسلمان بھائیوں کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور خطاب بھی شامل ہے۔ اس سلسلہ میں تمام جماعتوں سے درخواست کی گئی ہے کہ بھرپور تعاون کریں۔ بوسنین زبان میں دعوت نامے بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اُمید ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے نتیجہ میں جماعت کے بوسنین مسلمانوں سے روابط میں مزید وسعت پیدا ہوگی۔

بوسنین افراد کی تنظیم کے سلسلے میں امداد

۲۵ اپریل کو ناصر باغ میں مکرمی امیر صاحب جماعت جرمنی کی زیرِ صدارت بوسنین مسلمانوں سے متعلق مذہبی اور سیاسی لیڈروں کا اجلاس منعقد کیا گیا تھا۔ اس اجلاس میں تقریباً ۲۲ لیڈروں نے شرکت کی تھی۔ اس کے علاوہ ۵۰ کے قریب نوجوان طلباء اور طالبات بھی شامل تھیں۔ اجلاس میں بوسنین رہنماؤں کو جماعتِ احمدیہ کی تنظیم اور طریقۂ کار سے آگاہ کیا گیا اور انہیں مشورہ دیا گیا کہ اگر وہ پسند کریں تو اپنے اسی قسم کی تنظیم کو متعارف کرائیں تاکہ ان کی آواز کو مؤثر طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ بوسنیا کے ان راہنماؤں اور نوجوانوں نے اس خیال کو بہت پسند کیا۔ اُمید ہے اس سلسلے میں جلد مزید پیش رفت ہوگی۔ یہ پروگرام ترتیب کرنے میں اور دفتری امور کی انجام دہی میں مکرمی سعید مجید صاحب کا تعاون بہت ہی زیادہ ممد و معاون ثابت ہوا۔

بوسنین مسلمان اس وقت اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس جنگ میں انہیں دعاؤں کے ساتھ ساتھ مادی اشیاء کی ضرورت ہے۔ جماعتی وسائل اتنے وسیع نہیں ہیں کہ ان کی بھرپور مدد کی جا سکے۔ تاہم جہاں تک ممکن ہے جماعت احمدیہ اپنے بھائیوں کی اخلاقی اور مادی امداد کر رہی ہے۔ بوسنین امداد پر آنے والے اخراجات اس مد میں وصول ہونے والے عطیات سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور اگر مستقبل کے اخراجات سامنے رکھے جائیں تو یہ رقم خاصی زیادہ ہوگی۔ لہٰذا احباب جماعت سے درخواست ہے کہ بوسنین فنڈ میں زیادہ سے زیادہ نقد رقم کے عطیات دیں۔ (اب تک اس مد میں اندازاً ایک لاکھ پچیس ہزار مارک) وصول ہوئے ہیں جب کہ اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ علاوہ ازیں تمام احباب جماعت انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں کیونکہ یہ خواہش ہمارے پیارے آقا کی بھی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میدان میں نمایاں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گزشتہ پانچ سال سے

جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش پیش

ALTSTÄDTER REISEBÜRO GMBH

SERVING THE
AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT
FOR THE FIFTH YEAR

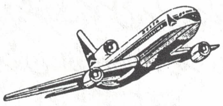

جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر خصوصی پیشکش

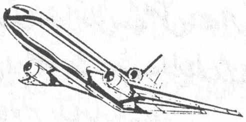

Special Offer for Conference:

Frankfurt - London - Frankfurt 290,-
4 * daily Heathrow Airport.

Frankfurt - London - Frankfurt 240,-
Departure/Return Tuesday and Thursday with Philippine Airlines

اس کے علاوہ

پاکستان و دیگر ممالک کے ہوائی سفر کیلئے رعائتی ٹکٹ بھی دستیاب ہیں

UZBEKISTAN AIRLINES

KARACHI ____999,-
Departure: Tuesday, Sunday Return: Tuesday Sunday

PAKISTAN AIRLINES		*EMIRATES*	
KARACHI	1390,-	KARACHI	1320,-
LAHORE	1590,-	LAHORE	1420,-
ISLAMABAD	1590,-	ISLAMABAD	1520,-
		DUBAI	1150,-

BEST SERVICE. FLY THE NATIONAL AIRLINE ! ALL PRICES PLUS TAX.

ALTSTÄDTER REISEBÜRO GMBH

Taunusstraße 40-42
6000 Frankfurt am Main 1
Tel: 069/239071
Fax: 069/232758

Bleibtreustraße 51
1000 Berlin 12
Tel: 030/312 4043-45
Fax: 030/317709

Gabelsbergstraße 60
8000 München 2
Tel : 089/523 2024
Fax: 089/596776

درخواستِ دُعا

مکرم مظفر احمد صاحب چٹھہ نائب مینجر اخبار احمدیہ گذشتہ دو ہفتوں سے گردوں میں پتھری کے باعث علیل ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

فلاح الدین خان ———— فرینکفرٹ

میرے والد محترم چوہدری عبد الغنی صاحب آف RUPERTSHAIN گذشتہ کئی روز سے شدید بیمار ہیں اور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

عطیہ غنی ———— RUPERTSHAIN

شادی خانہ آبادی

خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ خالدہ بیگم صاحبہ بنت میاں عبد الحمید صاحب مرحوم کی تقریب رخصتانہ ہمراہ عزیزم مکرم محمد شفیق صاحب ابن مکرم محمد نواز خان صاحب مؤرخہ ۲۴ اپریل ۹۳ء کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے اِس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

میاں عبد السلام ———— فرانکفرٹ

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام حضور اقدس نے "شمائلہ احمد" تجویز فرمایا ہے نومولودہ مکرم مہر نیاز احمد صاحب اعظم کی پوتی اور مکرم عبد الکبریا بٹ صاحب کی نواسی ہے۔

نعیم احمد ———— DIETZENBACH

خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام نادیہ طاہرہ تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم ملک فضل داد کھوکھر صدر جماعت کھوکھر غربی پاکستان کی پوتی ہے۔

بہادر خاں کھوکھر ———— ھمبرگ

مکرم مبارک احمد صاحب گھمن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت بچہ کا نام حبیب احمد گھمن تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم نذیر احمد صاحب پٹواری آف موسیٰ والا ضلع سیالکوٹ کا پوتا اور مکرم رحمت اللہ بجہ صاحب کا نواسہ ہے۔

مرزا مظفر بیگ ———— EBERBACH

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے بچہ کا نام راجہ کرشن محمود تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود حضرت صوفی نبی بخش رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پڑپوتا ہے۔

راجہ عبد الرحیم ———— بورن ہائم فرانکفرٹ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے چھوٹے نعیم احمد اقبال مربی سلسلہ سمبڑیال پاکستان کو مؤرخہ ۷ فروری ۱۹۹۳ء پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بچی کا نام ازراہِ شفقت ساجحہ کنول تجویز فرمایا ہے۔

احمد مغیر ———— آلٹ باخ

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۹ دسمبر ۹۲ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام قرۃ العین تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ حضرت فخر الدین صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی، مکرم محمد یوسف صاحب مرحوم کی پوتی اور چوہدری محمد صادق صاحب کی نواسی ہے۔

محمد اسلم یوسف ———— فرائے برگ

میرے بڑے بھائی مکرم قسور نعیم احمد ساہی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام پارسا ثمارہ تجویز کیا گیا ہے۔ بچی کیپٹن محمد اکبر ساہی کی پوتی اور چوہدری ضیاء اللہ چیمہ کی نواسی ہے

کلیم احمد پاشا ———— DIE BURG

مکرم ناصر احمد صاحب ساہی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام شمائل احمد ساہی تجویز کیا ہے۔ نومولود چوہدری محمد نواز ساہی کا پوتا، اور چوہدری رشید احمد ساہی کا نواسہ ہے

فہیم ساہی ———— DIEBURG

خاکسار کے بیٹے عزیزم منیر احمد صاحب جاوید واقف زندگی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے حضور انور نے ازراہِ شفقت بچے کا نام تصویر احمد تجویز فرمایا ہے

صوفی نذیر احمد ———— ہائیڈل برگ

احباب جماعت سے نومولودان کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، نیک صالح اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب آمین

میرے بیٹے عزیزم رضوان احمد سرفراز نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

امتیاز احمد بھٹی ———— آفن باخ

خاکسار کے بیٹے عزیزم علی جمال نے پانچ سال پانچ ماہ کی عمر میں قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے اسی طرح میری بیٹی عظمیٰ حبیب نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک کا دوسرا دور مکمل کر لیا ہے۔

جمال حبیب ———— ھائل برون

میری بچیوں عزیزہ ثناء قمر اور عزیزہ مہ رُخ نسرین قمر نے بالترتیب پونے پانچ اور ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

قمر اقبال ———— BÜDINGEN

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو علوم قرآنی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے نیز دینی و دنیوی ترقیات کے مزید دروازے کھولے۔ آمین۔

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد محترم ملک محمد یوسف صاحب اعوان مورخہ یکم مئی

۱۹۹۳ء کو ہنوور میں وفات پاگئے ہیں ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے مرحوم کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے

ملک خالد محمود ——————— ہنوور

ہمارے والد مکرم احسان اللہ صاحب ورک آف بیداد پور ورکاں ضلع شیخوپورہ مؤرخہ ۱۱ مارچ ۱۹۹۳ء کو پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

شبیر احمد ورک، فاروق احمد ورک ——— برلن، رگنز برگ

میری ہمشیرہ مکرمہ کشور کوشیں بنت مکرم محمد صادق صاحب مرحوم مورخہ یکم اپریل ۹۳ء کو ۱۹ سال کی عمر میں اچانک وفات پاگئیں ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے ۔

فوزیہ قادر ——————— گروس گیراؤ

میرے والد محترم محمد اسحاق نثار صاحب آف لاہور کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۲ء کو وفات پا گئے ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

محمد یحییٰ خان ——————— جرمنی

خاکسار کی دادی جان مؤرخہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۳ء کو جہلم پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ احباب سے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

شمس الحق قدوس ——————— BAD MARIENBERG

قراردادِ تعزیت

گھانا میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ سُنی گئی کہ مکرم محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب سابق امیر و مشنری انچارج گھانا کی اہلیہ محترمہ جو کہ ایک عرصہ سے مختلف عوارض کے باعث تقریباً صاحبِ فراش تھیں بقضائے الٰہی اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئیں ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مرحومہ محترمہ نے اپنے قیام گھانا کے دوران اپنے محترم شوہر کے شانہ بشانہ جماعت کی جو خدمات کیں جماعت احمدیہ گھانا انہیں کبھی بھلا نہیں پائے گی ۔ گھانا میں عرصۂ قیام کے دوران آپ نے قرآن کریم پڑھانے نیز لجنہ اماء اللہ کو منظم کرنے میں بھرپور محنت کی ۔ المختصر یہ کہ اِدھر قیام کے دوران آپ نے جماعت احمدیہ گھانا کی بہت خدمت سرانجام دی ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ نیز آپکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور ہر خیر و برکت سے بہرہ ور کرے ۔ اللّٰھم آمین ۔

اِس موقع پر جماعت احمدیہ گھانا مکرم محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب سابق امیر و مشنری انچارج گھانا اور جملہ افرادِ خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور خدا تعالیٰ سے ملتجی ہے کہ وہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے آپ کے پسماندگان سے احسان کا سلوک فرمائے ۔ اپنے فضلوں سے ان کے زخمی دلوں کو تسکین عطا فرمائے ۔ آمین یاربّ العالمین ۔

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ ——————— گھانا

ایک ضروری تصحیح

ماہِ اپریل ۹۳ء کے شمارہ میں صہ ۳ پر چودھویں لائن میں سہوِ کتابت سے ایک لفظ زائد اور غلط لکھا گیا ہے ۔ ادارہ اس فروگزاشت کے لئے تہہ دِل سے معذرت خواہ ہے ۔ احباب کرام اپنے رسالوں میں تصحیح فرمالیں ۔

اصل حوالہ اس طرح ہے

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو ۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے ۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم سے نہیں ۔"

روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر صہ ۲۸

اخراج از نظامِ جماعت

منیر احمد ولد مکرم نور محمد صاحب (مرحوم) آف سرگودھا WANNEN STR-13 7529 FORST نے غیر احمدیوں کی مدد سے احمدیوں سے لڑائیاں کیں جس کی وجہ سے انہیں جنوری ۱۹۹۳ء میں اخراج از نظامِ جماعت کی سزا ہوئی تھی یہ اعلان سہواً شائع نہ کرایا جاسکا تھا لہٰذا اب احباب جماعت کو مطلع کیا جا رہا ہے کہ ان کی بُری صحبت سے قطعی پرہیز کریں ۔

سیّد افضل محمود شاہ، حفیظ احمد اور محمد عظیم آف BAD NAUHEIM کو قاتلانہ کردار ادا کرتے ہوئے جماعت کی نیک شہرت کو نقصان پہنچانے اور امنِ عامہ کو تباہ کرنے کی وجہ سے اخراج از نظامِ جماعت کی سزا دی گئی ہے ۔ احباب جماعت ان کی بُری صحبت سے قطعی پرہیز کریں ۔

نیشنل سیکرٹری امور عامہ ——————— جرمنی

خواتین و بچّوں کے پسندیدہ

شلوار قمیص سوٹ

ہمارے ہاں زنانہ اور بچّوں کے شلوار قمیص سوٹ نت نئے ڈیزائنوں اور نہایت مناسب قیمت پر برائے فروخت موجود ہیں ۔ خریداری کی خواہش مند خواتین تشریف لانے سے قبل درج ذیل فون پر وقت کا تعین کرلیں ۔

مسز مبشر لاہوری

Mrs. Mubasher Lahori

Andre Strasse 48, 63067 Offenbach

Telefon: (0 69) 64 82 61 77

بقیہ: اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

سے زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ مکہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے اَحَد اَحَد کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارے ذمہ ہے۔ دیکھو اور سنو کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور شمع رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ۔

اے شمعِ خلافت کے پَروانو! گوش بر آواز آقا بن جاؤ۔ حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم شمع خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمنانِ احمدیت اس وقت تک شمع خلافت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔ آئیے ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمعِ خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کر سکے گا۔

خدا کرے کہ ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور خلافت احمدیہ کے جاں نثار خدام میں ہمارا شمار ہو ———— آمین

بقیہ: نظام خلافت کی اہمیت

بغیر خلافت کا وجود ممکن ہی نہیں، نہ خلافت دنیا میں قائم کی جا سکتی ہے کیونکہ نبوت ہی ایک منصب ہے جو براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے قیام میں لایا جا سکتا ہے اور اس پر ایک ایسا شخص فائز فرمایا جاتا ہے جو خدا کی نظر میں سب سے معزز ہو اور وہ صاحب تقویٰ ہے۔ پس جب تک بگڑے ہوئے نظام پر خدا کا نمائندہ پہلے مقرر نہ کیا جائے انتخابی اداروں میں یا انتخابی نظام میں تقویٰ داخل ہی نہیں ہو سکتا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے دنیا میں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر خود انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے اور اس کے بعد پھر وہ متقیوں کا ایک گروہ اپنے گرد پیدا کرتا ہے۔ وہ دہی کے قطرے کی طرح دودھ میں جاگ بن جاتا ہے اور جو بھی لوگ اس کے ارد گرد اکٹھے ہوتے ہیں وہ نبی کے تقویٰ سے تقویٰ پا کر متقی ہونا شروع ہو جاتے ہیں پھر ان کا انتخاب خدا کا انتخاب کہلاتا ہے۔ اگر وہ متقی نہ ہوں تو ان کا انتخاب خدا کا انتخاب کہلا ہی نہیں سکتا۔ پس جماعت احمدیہ جب کہتی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے تو ان معنوں میں خدا بناتا ہے۔ پس خلافت کے ساتھ جماعت کے تقویٰ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر جماعت متقی ہوگی تو اس کا انتخاب خدا کا انتخاب ہوگا، اس کی نظر ہمیشہ تقویٰ پر پڑے گی اور اس کی عزتوں کا معیار تقویٰ رہیگا"

(۲، اپریل ۱۹۹۳ء)

بقیہ: مجلس عرفان

ہے بھی یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی بزرگ کے مرنے کے سو سال بعد پتہ لگے کہ وہ مجدد تھے۔ پس مجدد کا مفہوم آپ سمجھ لیں تو پھر آپ کے ذہن میں کوئی CLASH پیدا نہیں ہوگا۔ احمدیت کی تعلیم اور ان کی مجددیت کی احادیث میں بلکہ تمام اسلامی تعلیم کو مدِنظر رکھ کر بات کریں گے تو ایک نہایت خوبصورت سلجھی ہوئی اور ایک جاری شکل نظر آئے گی جس میں کوئی ذہنی CLASH نہیں ہے

بقیہ: خلافت احمدیہ کا قیام

بھی پوری ہوگی۔

اے احمدی بھائیو! بہنو! جوانو! اور بچو! آج وہ برکت آپ کے گھروں میں پہنچی ہوئی ہے۔ اسے پیار اور محبت سے اپنے دلوں میں جگہ دو، اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نچھاور ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ! اس لئے کہ دینِ حق کا غلبہ ہم سے ہر قسم کی قربانی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے ہر ایک کو اپنی اپنی بساط کے مطابق خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

بقیہ: ایک ضروری گزارش

دوسرے کو متعدی مرض کی طرح سرایت کرتی جاتی ہے اور پھر ایک بڑے فتنہ کی صورت اختیار کر جاتی ہے اور اس کی واضح مثال بادنو ہائم جماعت میں ایک دِل ہلا دینے والا واقعہ ہے جس کے متعلق مئی کے بلیٹن میں تفصیل دی گئی تھی۔

لہٰذا تمام امراء، صدران جماعت اور عہدیداران سے گزارش ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں اور تمام غیر اسلامی افعال کے مرتکب ممبران کی پہلے خود اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اگر وہ اپنی خود اصلاح نہ کریں تو فوری طور پر انتظامیہ کو اطلاع دیں تا ایسے عناصر سے جماعت کو پاک کرنے کے لئے آخری قدم اٹھایا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے تمام امراء۔ صدران اور دیگر عہدیداران کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ، سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عطاء اللہ کلیم

خلافت روشنی صبحِ ازل کی   عروجِ آدمِ خاکی کی جھلکی
مقام اس کا ہے مظہر اُسْجُدُوا میں   حکومت یہ خدائے لم یزل کی

سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی خرید و فروخت کا مرکز

FREIE TANKSTELLE

GEBRAUCHTWAGEN AN- & VERKAUF

Reparaturen · Unfallreparaturen · Ölsofortwechsel ohne Termin

گاڑیوں کی مرمت کے علاوہ ایکسیڈنٹ شدہ گاڑیوں کی مرمت

بھی تسلی بخش طور پر کی جاتی ہے نیز ہم گاڑیوں کی TÜV بھی کرواتے ہیں

Wir machen Ihr Auto TÜV-Fertig

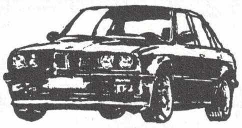

ناصر باغ سے من ہائم جانیوالی پر صرف کلومیٹر کے

فاصلہ پر آپ کی خدمت کے منتظر

فرائی پٹرول سٹیشن

چوھدری محمود وڑائچ

FREIE TANKSTELLE

Biebesheimerstr. 13, 6084 Gernsheim
Kreis Gross-Gerau
Telefon (0 62 58) 21 09

خوشخبری

گوگوگھشینک والوں کی جانب سے ایشین بہن بھائیوں کیلئے

فرینکفرٹ میں

معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کی

دوسری بڑی دُکان

رائل جیولرز

یہاں پر آپ پرانے زیورات کو نئے زیورات میں تبدیل کروا سکتے ہیں

اس کے علاوہ ۲۴ گریٹ گولڈ میں آپ چوڑیاں بھی تیار کروا سکتے ہیں

نیز آپکی تاریخ پیدائش کے مطابق ہیرے جواہرات بھی دستیاب ہیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

ROYAL JEWELLERS

Klingerstr. 9, (between A.O.K. & C&A
6000 Frankfurt am Main1
Tel. (0 69) 28 70 41 & 81 52 15 Fax (0 69) 642 59 38

احمدی بھائیوں کی

پُراعتماد ٹریولنگ ایجنسی

کیا آپ دُنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرنا چاہتے ہیں ؟ تو پھر جناب سوچنا چھوڑیئے اور

ہماری خدمات سے پورا پورا فائدہ اٹھایئے۔ اور ہاں اب تو آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ

فرینکفرٹ لاہور اور اسلام آباد کیلئے ڈائریکٹ پرواز کر سکتے ہیں۔ جی ہاں جلسہ سالانہ انگلستان

کیلئے جو انشاء اللہ جولائی کے آخر میں منعقد ہوگا ٹکٹوں کی بکنگ قبل از وقت کروا لیجئے اور سہولت

کے ساتھ سفر کیجئے

بکنگ جاری ہے

نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اُردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے۔

عبدالسمیع (المعروف وینٹے وکیل والے) منیر احمد چوھدری (المعروف سوشیال ڈلینٹ ایئرپورٹ)

INDO-ASIA REISEDIENST

Am Hauptbahnhof 8, 6000 Frankfurt am Main 1
Tel. (0 69) 23 61 81 Fax (0 69) 23 07 94

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة عماد الدین

GEBETSPLAN

JUNI 1993

(Dieser Plan ist nur gültig für das Rhein/Main Gebiet)

TAG DAY	DATUM DATE	FAJR	SONN.AUFG. SUNRISE	SOHAR	ABR	MAGHRIB	ISCHA
DI	1. Jun	4:00	5:20	13:30	17:45	21:31	22:46
MI	2. Jun	4:00	5:20	13:30	17:45	21:32	22:47
DO	3. Jun	3:59	5:19	13:30	17:45	21:33	22:48
FR	4. Jun	3:58	5:18	13:30	17:45	21:34	22:49
SA	5. Jun	3:58	5:18	13:30	17:45	21:35	22:49
SO	6. Jun	3:57	5:17	13:30	17:45	21:36	22:50
MO	7. Jun	3:57	5:17	13:30	17:45	21:37	22:51
DI	8. Jun	3:56	5:16	13:30	17:45	21:38	22:52
MI	9. Jun	3:56	5:16	13:30	17:45	21:38	22:53
DO	10. Jun	3:56	5:16	13:30	17:45	21:39	22:53
FR	11. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:40	22:54
SA	12. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:40	22:55
SO	13. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:41	22:55
MO	14. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:41	22:56
DI	15. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:42	22:56
MI	16. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:42	22:57
DO	17. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:43	22:57
FR	18. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:43	22:58
SA	19. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:43	22:58
SO	20. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:44	22:58
MO	21. Jun	3:55	5:15	13:30	17:45	21:44	22:59
DI	22. Jun	3:56	5:16	13:30	17:45	21:44	22:59
MI	23. Jun	3:56	5:16	13:30	17:45	21:44	22:59
DO	24. Jun	3:57	5:16	13:30	17:45	21:44	22:59
FR	25. Jun	3:57	5:17	13:30	17:45	21:44	22:59
SA	26. Jun	3:57	5:17	13:30	17:45	21:44	22:59
SO	27. Jun	3:57	5:17	13:30	17:45	21:44	22:59
MO	28. Jun	3:58	5:18	13:30	17:45	21:44	22:59
DI	29. Jun	3:58	5:18	13:30	17:45	21:44	22:59
MI	30. Jun	3:59	5:19	13:30	17:45	21:44	22:59

ZEITUNTERSCHIED:	Sonnenaufgang	Sonnenuntergang	ZEITUNTERSCHIED:	Sonnenaufgang	Sonnenuntergang
Hannover:	-17	+8	Aachen:	+7	+15
Köln:	+2	+12	Berlin:	-32	-5
Leipzig:	-21	-9	Bremen:	-17	+16
Magdeburg:	-23	-2	Dessau:	-25	-4
Mannheim:	+4	-3	Dortmund:	-2	+12
München:	-2	-21	Erfurt:	-14	-4
Stuttgart:	+5	-8	Hamburg:	-25	+15

جو شخص خدا کے حضور گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے (فرمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

الخلافة الاسلامية الاحمدية

خلافت نورِ ربّ العالمیں ہے — خلافت ظلِّ ختم المرسلیں ہے
خلافت حرزِ جانِ مومنیں ہے — خلافت دیں کا اک حصنِ حصیں ہے
خلافت پرتوِ مہرِ مبیں ہے — خلافت رونقِ گلزارِ دیں ہے
خلافت ماحیٔ اعدائے دیں ہے — خلافت حامیٔ شرعِ متیں ہے
خلافت پاسبانِ مومنیں ہے — خلافت ہی سے شانِ مومنیں ہے
خلافت باعثِ تہذیبِ انساں — خلافت کشورِ حق کی امیں ہے
خلافت زینتِ مہرِ نبوّت — خلافت ایک تابندہ نگیں ہے
خلافت محرمِ انوارِ قرآں — خلافت کاشفِ اسرارِ دیں ہے
خلافت سے جو رکھتا ہے عداوت — وہ پیرو کارِ شیطانِ لعیں ہے
خلافت سے سدا وابستہ رہنا — ہمارا عین فرضِ اولیں ہے
خلافت مخزنِ عرفان و حکمت — خلافت درسگاہِ علمِ دیں ہے
خلافت وحدتِ ملّت کی ضامن — خلافت لائقِ صد آفریں ہے
خلافت ملّتِ بیضا کے حق میں — حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
خلافت کا یہ فیضِ عام لیکن — بفیضِ "رحمۃ اللعالمیں" ہے
خلافت کے بغیر اے میرے ہمدم — نہ دُنیا ہے نہ عقبیٰ ہے نہ دیں ہے

خلافت کے مناقب پر یہ صدّیق
کلامِ خاکسار و کمتریں ہے

(مولانا محمد صدیق امرتسری مرحوم)

Herausgeber (Publisher): Falah-ud-Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 4990658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.